احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

ستمبر 2019ء

فضائلِ اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام

قرآن مجید کی روشنی میں

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا میں اطاعت و بندگی کا حق ادا کیا

مانچسٹر میں قرآنک انسائیکلوپیڈیا (English Version) کی عظیم الشان تقریب رونمائی

اسلام امن پسند ہے، برطانیہ کے ممتاز اخبار ''دی ٹائمز'' کی انسائیکلوپیڈیا پر خصوصی رپورٹ

عوام کی بنیادی ضروریات اور اسلامی تعلیمات

کتاب اور خطاب کے کلچر کے فروغ کیلئے ملک گیر سٹڈی سرکل مہم

مانچسٹر میں قرآنک انسائیکلوپیڈیا (English Version) کی عظیم الشان تقریب رونمائی

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضانِ نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیرِ سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ

زیرِ نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

جلد: 33 | شمارہ: 9 | محرم الحرام ۱۴۴۱ھ | ستمبر 2019ء

حسنِ ترتیب

(اداریہ) جمہوریت کا عالمی دن، پاکستان اور تصورِ ریاست مدینہ	چیف ایڈیٹر	3
القرآن: فضائلِ اہلِ بیت اطہارؓ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	5
الفقہ: آپ کے فقہی مسائل	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	13
امام حسینؓ نے اطاعت و بندگی کا حق ادا کر دیا	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	16
عوام کی بنیادی ضروریات اور اسلامی تعلیمات	ڈاکٹر حافظ محمد سعد اللہ	21
مانچسٹر میں قرآنک انسائیکلوپیڈیا کی تقریبِ رونمائی	نوراللہ صدیقی	26
علم کے فروغ میں MES کا کردار	راشد حمید کلیامی	29
کتاب اور خطاب کے کلچر کے فروغ کے لیے سٹڈی سرکل کا آغاز	مظہر محمود علوی	32
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورہ ڈنمارک	رپورٹ	34
''اسلامی اخلاقیات تجارت'' پر تبصرہ	ظہیر انجم	37

چیف ایڈیٹر: نوراللہ صدیقی
ایڈیٹر: محمد یوسف
ڈپٹی ایڈیٹر: محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم

مجلس مشاورت
خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصراللہ معینی
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی، محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم | گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری | عکاسی: قاضی محمود الاسلام

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ
www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/ رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے | سالانہ خریداری: 350 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ وریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک فیصل ٹاؤن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

حمد باری تعالیٰ

دیارِ ہجر میں شمعیں جلا رہا ہے وہی
مجھے وصال کا مژدہ سنا رہا ہے وہی

وہ بے نشاں ہے مگر پھر بھی اپنی قدرت کے
نشاں ہزارہا ہر سُو دِکھا رہا ہے وہی

اُسی کی ذات مِری دستگیر ہے ہمہ حال
ہر ابتلا میں مِرا آسرا رہا ہے وہی

ہزار ماؤں کی ممتا سے بھی وہ بڑھ کر ہے
کہ دے کے تھپکیاں ہر شب سلا رہا ہے وہی

نویدِ وصل وہی دیتا ہے فراق کے بعد
بچھڑنے والوں کو پھر سے ملا رہا ہے وہی

سمایا ہے میری رگ رگ میں وہ لہو کی طرح
مِری تمنا مِرا مدعا رہا ہے وہی

قریب تر ہے رگِ جاں سے ذاتِ پاک اُس کی
حریمِ ذات سے مجھ کو بلا رہا ہے وہی

وہ اپنے ذکر سے مہکائے جان و دل میرے
مِرا خرابہ گلستاں بنا رہا وہی

پکارتا ہے مجھے دھیان کے دریچوں سے
مِرے شعور کو نیّر جگا رہا ہے وہی

(ضیا نیّر)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

جھک گئے قلب و نظر شہرِ مدینہ کی طرف
پائی جب راہ گزر شہرِ مدینہ کی طرف

بھیک انوار کی لینے کو درِ اقدس سے
روز جاتی ہے سحر شہرِ مدینہ کی طرف

اِک نئی شان سے ہونے کو طلوع بعدِ غروب
جھکتے ہیں شمس و قمر شہرِ مدینہ کی طرف

پختہ ہوتا ہے یقیں حسنِ جناں پر اُس دم
جب بھی اٹھتی ہے نظر شہرِ مدینہ کی طرف

ہے سدا خالق و مخلوق کی جانب سے رواں
''سطرِ مدحت کا سفر شہرِ مدینہ کی طرف''

عرض کرنا اے صبا! میرا سلام اُنؐ کے حضور
جانا تیرا ہو اگر شہرِ مدینہ کی طرف

اس کی لیتے ہیں بلائیں مہ و انجم بڑھ کر
جو بھی ہو محوِ سفر شہرِ مدینہ کی طرف

منتظر روز رہوں اِذنِ حضوری کے لیے
روز رہتی ہے نظر شہرِ مدینہ کی طرف

کاش آئے مری قسمت میں وہ دن ہمذآلی
میں چلوں بارِ دِگر شہرِ مدینہ کی طرف

(انجینئر اشفاق حسین ہمذآلی)

اداریہ

جمہوریت کا عالمی دن، پاکستان اور تصورِ ریاست مدینہ

رواں ماہ دنیا جمہوریت کا عالمی دن منارہی ہے اور پاکستان میں بھی یہ دن منایا جارہا ہے۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے جمہوری جدوجہد کے ذریعے پاکستان بنایا اور ان کا اس بات پر پختہ یقین تھا کہ پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کا راز جمہوری اقدار پر چلنے میں ہے۔ ہمارے ہاں جمہوریت کا مطلب محدود معنوں میں لیا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ شاید ملک بھر میں 11یا 12 سو نمائندوں کے انتخاب کے نتیجے میں قائم ہونے والی حکومت اور اس عمل کو جمہوریت کہتے ہیں۔ جمہوریت کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے۔ جمہوریت جمہور کا نظام ہے، جس نظام میں عام آدمی ضمیر کی آواز پر آواز نہ نکال سکے اور ریاست کے وسائل چند خاندانوں تک محدود ہو کر رہ جائیں ،اعلیٰ عہدے اقربا پروری اور خرید وفروخت کی نظر ہو جائیں ،اکثریت ایک کمرے کے گھر کو ترسے اور کچھ طبقات محلات کے مالک بن جائیں اور عام آدمی کو ضروریات زندگی سے محروم کر دیا جائے تو ایسے نظام کو جمہوریت نہیں کہتے۔ یہ اشرافیہ کا نظام ہے اور اس نظام کو تحفظ دینے کے لیے وہ ہر حد تک جاتے ہیں اور جائیں گے چونکہ یہ نظام ان کے مفادات کی تکمیل کا سب سے مضبوط ذریعہ ہے۔ یہ اس نظام سے اس حد تک چمٹے ہوئے ہیں کہ پاکستان عوامی تحریک کے پلیٹ فارم سے اس لوٹ کھسوٹ کے نظام کے خلاف جب کلمہ حق بلند کیا گیا تو ماڈل ٹاؤن کو خون میں نہلا دیا گیا، لاشیں گرائی گئیں ،عمر بھر کے لیے بے گناہ کارکنان کو معذور کر دیا گیا۔

اسی جمہوریت میں دہشت گردی اور انتہا پسندی نے پر پرزے نکالے اور یہ انتہا پسندی 70ہزار سے زائد جانیں نگل گئی۔ اسی جمہوریت نے کرپشن کے لات ومنات پروان چڑھائے اور معاشی دہشت گرد پیدا کیے۔ اس جمہوریت نے عام آدمی کو خالص خوراک، صاف پانی اور خالص دوائی سے محروم کیا،منی لانڈرنگ کو ایک کاروبار کی شکل دی، سسیلین مافیا زجنم دیے ،گاڈ فادر پیدا کیے اور اداروں کے خلاف صف آراء ہونے والی پرائیویٹ ملیشیا پروان چڑھائی۔اس جمہوریت نے چند خاندانوں کو اتنا مضبوط کر دیا کہ وہ عدلیہ، فوج سمیت دیگر قومی اداروں سے لڑائی لڑنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں اور یہ تیاری محض الفاظ کی حد تک نہیں عملاً بھی ہوتی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ نظام عدل کی روح اور مرکز سپریم کورٹ پر مافیا نے حملہ کیا اور معزز ججز کو بھاگ کر جان بچانا پڑی اور پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ اس سنگین ترین جرم کے کسی ماسٹر مائنڈ کو سزا نہیں ملی۔ جس نظام میں انصاف کے ادارے انصاف سے محروم ہو جائیں کیا اسے جمہوریت کہتے ہیں؟

اس ظالم نظام کو ایک شخصیت نے چیلنج کیا اس کا نام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ہے، انہوں نے حقیقی جمہوریت کے قیام کی کنجی دھن، دھونس، دھاندلی سے پاک انتخابی نظام کو قرار دیا اور ان کی جدوجہد محض بیانات کی حد نہیں تھی۔ انہوں نے 23دسمبر 2012ء کے دن مینار پاکستان کے سائے میں لاکھوں فرزندان پاکستان کے جلو میں آزاد، خودمختار اور آئینی الیکشن کمیشن کی تشکیل کا خاکہ پیش کیا اور واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ ان کی جدوجہد آئین کے تابع ہے اور وہ آئین کے تناظر میں الیکشن کمیشن کے آئینی ادارے کی اصلاح اور فعالیت چاہتے ہیں اور پھر اپنے اس آئینی، انتخابی نظام کے خاکے میں حقیقی کے رنگ بھرنے کے لیے انہوں نے لاکھوں شہریوں کے ہمراہ اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ بھی کیا۔ اس لانگ مارچ کا بنیادی مقصد پاکستان کے عوام اور مقتدر اداروں کی توجہ غیر آئینی انتخابی نظام کی طرف مرکوز کرانا تھی اور پھر وہ اس جدوجہد میں کامیاب ہوئے کہ اس وقت کی حکومت بمعہ وزیراعظم کابینہ اور اتحادیوں نے تحریری

یقین دہانی کروائی کہ وہ تجویز کی گئی ترامیم پر قانون سازی کریں گے اور الیکشن کمیشن کو آزاد، خودمختار بنائیں گے۔ بعدازاں وہ اس پر عملدرآمد نہیں کر سکے تاہم شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے قوم کے اجتماعی شعور کو بیدار کرنے کے لیے جو کاوش کی اس میں وہ اخلاقی اعتبار سے فتح یاب ہوئے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کرپشن، اقرباپروری اور نااہلی کو حقیقی جمہوریت کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ قرار دیا۔ انہوں نے 2014ء کے انقلاب مارچ کے موقع پر ڈی چوک اسلام آباد میں انکشافات کیے کہ کس طرح پاکستان کے غریب عوام کی دولت کو لوٹ کر لانچوں، خصوصی پروازوں اور کیریئر کے ذریعے مختلف ملکوں کے کیسینوز تک پہنچایا جاتا ہے اور پھر وہاں سے اسے ایک لیگل منی ڈیکلیئر کروا کر آف شور کمپنیوں کے اکاؤنٹس میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے قومی دولت کی لوٹ مار کے حوالے سے جو حقائق بیان کیے تھے الحمدللہ آج پاکستان کی عدالتیں اس پر تصدیق کی مہریں ثبت کر رہی ہیں اور ملکی خزانے کی لوٹ مار میں ملوث عناصر جیلوں میں بند ہیں۔ احتساب کا یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور ریاست لوٹی گئی دولت کی ریکوری کے لیے کس حد تک سنجیدہ ہے یا کامیاب ہو سکے گی اس کا تعین آئندہ چند ماہ میں ہو سکے گا۔

آج بھی پاکستان کو جمہوریت کی ضرورت ہے۔ ایک ایسی جمہوریت جس میں ریاست کے وسائل اور انتظامات پر حقیقی معنوں میں ان کے عوام کا حق تسلیم کیا جائے۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے متعدد بار مختلف مواقع پر کہا کہ ہمیں جمہوریت ہمارے دین اور پیغمبر اسلام ﷺ کی پاک سیرت نے عطا کی ہے، ہمیں کوئی جمہوریت کا سبق نہ پڑھائے، بلاشبہ اسلام کا نظام حیات، نظام عدل و انصاف، نظام سیاست و ریاست فکری ساخت میں آج کی جمہوری تعریفوں سے بھی بلند تر ہے، یہ وہی اسلامی جمہوری نظام ہے جس میں بلاخوف ایک عام شخص خلیفہ وقت کے روبرو کھڑا ہو کر ان سے سوال کرتا ہے کہ آپ کی پوری بات پھر سنیں گے پہلے یہ بتائیں کہ جو آپ نے کرتا زیب تن کر رکھا ہے وہ کہاں سے آیا؟ اور پھر خلیفہ وقت اس کا جواب دیتا ہے۔ اسلام کا جمہوری نظام یہ ہے کہ نہ سوال کرنے والا کسی متوقع انتقامی کارروائی کے خوف کا شکار ہے اور نہ جواب دینے والا خود کو قانون، اقدار سے بالاتر سمجھتا ہے۔

قائداعظمؒ کا تصور پاکستان اور تصور جمہوریت کیا تھا، اس حوالے سے تاریخ پاکستان کے ایک معتبر اور معتمد محقق ڈاکٹر صفدر محمود کی ایک خوبصورت تحریر ذہنوں کو جلا بخشتی ہے۔ وہ اپنی کتاب ''پاکستان میری محبت'' میں لکھتے ہیں: قائداعظم نے تقسیم ہند سے قبل تقریباً 101 بار یہ اعلان کیا کہ پاکستان کے نظام کی بنیاد کو اسلامی اصولوں پر استوار کیا جائے گا۔ انہوں نے لاتعداد بار کہا کہ قرآن ہمارا رہنما ہے اور ہمیں قرآن ہی سے رہنمائی کی روشنی حاصل کرنی چاہیے۔ 11 اگست کو دستور ساز اسمبلی کا صدر منتخب ہونے کے بعد بانی پاکستان کی تقریر فی البدیہہ تھی اور اس میں انہوں نے باقی باتوں کے علاوہ جس طرح مذہبی اقلیتوں کیساتھ برابری کے درجے کا وعدہ کیا اور مذہبی آزادی کا پیغام دیا، وہ دراصل میثاق مدینہ کی روح کے مطابق ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کی ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے مذہبی اقلیتوں کو برابر کے شہری حقوق دیئے تھے۔ قائداعظمؒ قانون کی حکمرانی، معاشی عدل اور انسانی مساوات کے ساتھ ساتھ جاگیرداری نظام کا بھی خاتمہ چاہتے تھے، وہ ہر قسم کی کرپشن کو جڑ سے اکھاڑ دینا چاہتے تھے، ان کا تصور پاکستان ایک اسلامی، فلاحی اور جمہوری ریاست کا تھا جس کی بنیاد اسلامی اصولوں پر ہو یعنی جس میں نہ صرف غیر اسلامی قوانین اور رسومات کو ختم کر دیا جائے بلکہ اس کے آئین، قانون اور ڈھانچے کی بنیاد بھی اسلامی اصولوں کی روح کی عکاسی کرے۔ حقیقی جمہوریت قرآن و سنت میں بیان کیے گئے احکامات ربانی پر عمل پیرا ہونے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی پاک سیرت سے رہنمائی لینے میں ہے۔ (چیف ایڈیٹر)

القرآن

فضائلِ اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام

اہلِ بیتِ اطہار کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علمی و فکری خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین/ معاون: محبوب حسین

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا. (الاحزاب، ۳۳:۳۳)

’’بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول ﷺ کے) اہلِ بیت! تم سے ہر قسم کے گناہ کا مَیل (اور شک و نقص کی گرد تک) دُور کر دے اور تمہیں (کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے‘‘۔

یہ آیت کریمہ اہل بیت اطہار کے جمیع فضائل، رفعتوں، عظمتوں اور قدرو منزلت کے بیان کا منبع و مصدر اور سب سے اہم علمی اور قرآنی سرچشمہ ہے۔ یہ آیت کلمہ حصر ’’اِنَّمَا‘‘ سے شروع ہوتی ہے۔ ’’حصر‘‘ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ بات کی اہمیت اور تاکید کو بیان کرتا ہے۔ اس سے مقصود سننے اور پڑھنے والوں کو بھرپور طریقے سے متوجہ کرنا ہوتا ہے تاکہ جو بات بیان کی جارہی ہے، لوگ توجہ سے اسے سنیں، سمجھیں اور اپنے فکر و عقیدہ میں اس کو جگہ دیں۔

آیت کریمہ میں حصر اللہ کے ارادہ پر ہے۔ اللہ کے ارادے اور مخلوق کے ارادے میں فرق ہے۔ ارشاد فرمایا:

فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ. (البروج، ۸۵:۱۶)

’’وہ جو بھی ارادہ فرماتا ہے (اسے) خوب کر دینے والا ہے‘‘

اللہ جس چیز کا ارادہ فرماتا ہے وہ ہمارے ارادوں کی طرح نہیں ہوتا۔ جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے پورا ہونے کے حوالے سے کئی سوال ہیں مثلاً: وہ ارادہ کب پورا ہوگا؟ پورا ہوتا بھی ہے یا نہیں؟ کس قدر پورا ہوتا ہے اور کس قدر رہ جاتا ہے؟ کتنے زمانے کے بعد جاکر پورا ہوگا؟ یہ ہمارے ارادوں کا حال ہوتا ہے جبکہ اللہ کا ارادہ ایسا نہیں ہے۔ اللہ کا ارادہ ازلی، ابدی اور قدیم ہے۔ وہ جس شے کا ارادہ فرماتا ہے، وہ شے ہوکر رہتی ہے۔ قرآن مجید نے یہ اصول بیان فرمادیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ. (یٰسین، ۳۶:۸۲)

’’اس کا امرِ (تخلیق) فقط یہ ہے کہ جب وہ کسی شے کو (پیدا فرمانا) چاہتا ہے تو اسے فرماتا ہے ہو جا، پس وہ فوراً (موجود یا ظاہر) ہو جاتی ہے (اور ہوتی چلی جاتی ہے)‘‘۔

جب اللہ رب العزت یہ ارشاد فرمادیں کہ ’’میرا ارادہ تو یہی ہے‘‘ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کا اس نے ارادہ فرمایا ہے، اب اس ارادے کی تکمیل میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ یہ حتمی، قطعی اور یقینی ہے، یہ (بغیر کسی کمی و نقص کے) اکمل و احسن طریق سے پورا ہوکر رہے گا، اس پر Ifs اور Buts نہیں لگ سکتے اور نہ ہی بحث و تکرار اور مختلف قسم کے اصرار کی گنجائش رہتی ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے جس

☆ (مورخہ: 11 اکتوبر 2016ء)، (بمقام: کینیڈا)، (خطاب نمبر: GB-22)

ارادہ کا اظہار فرمایا اس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اہل بیت سے ہر قسم کا رجس دور کردینے اور انہیں اس سے پاک وصاف کردینے کا ارادہ کرلیا ہے۔

رجس سے مراد گناہ، شکوک وشبہات اور نقائص ہیں۔ جن سے اللہ رب العزت اہل بیت کو ہمیشہ کے لیے ایسا پاک اور صاف کردینا چاہتا ہے کہ ان چیزوں کی گنجائش بھی ان کی زندگیوں میں نہ رہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

"وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا".

یعنی وہ اہل بیت کو ایسی کامل طہارت اور پاکیزگی عطا کردے جو نہ صرف عظیم اور کثیر ہو بلکہ بڑی عجیب بھی ہو۔ ایسی طہارت جو کبھی کسی نے دیکھی اور سنی نہ ہو۔ تَطْهِيرًا کے لفظ میں تنوین مبالغہ کے لیے ہے کہ اللہ نے جو ارادہ کیا وہ بتمام وکمال پورا ہوگیا اور بطریقِ اعلیٰ واولیٰ اللہ تعالیٰ نے اس کی تکمیل کردی۔

تطہیراً کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اہل بیت کو ایسی طہارت سے نوازا جو عرفِ عام کی پاکیزگی اور طہارت جیسی نہیں ہے بلکہ یہ اس سے کہیں زیادہ بلند تر طہارت ہے۔ یہ طہارت ہماری سمجھ اور فہم وادراک سے بھی بالا تر ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بیان کے بعد يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا کا معنی یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے بڑی عظیم، نادر الوجود، عدیم المثال اور ہمارے فہم وفراست سے بالا تر طہارت حضور ﷺ کی اہل بیت کو عطا فرمائی۔

اہل بیت سے کون مراد ہیں؟

اس آیت مبارکہ میں مذکور اہل بیت سے کون سی شخصیات مراد ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لیے اور اہل بیت کے تعین کے حوالے سے درج ذیل چار اقوال بیان کیے جاتے ہیں:

ا۔ اہلِ بیت: آلِ علی، آل عقیل، آلِ جعفر، آلِ عباس

اہل بیت کے تعین کے حوالے سے ایک قول یہ ہے کہ اہل بیت سے مراد وہ ہستیاں اور مبارک گھرانے ہیں جن پر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے زکوٰۃ اور صدقات حرام قرار دیئے ہیں۔ اس لیے کہ زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ مال سے نکلنے والا میل کچیل ہوتا ہے جو ان ہستیوں اور گھرانوں کے شایانِ شان نہیں اور ان کی عظمتوں کے منافی ہے۔ وہ چار گھرانے جو حضور علیہ السلام کے خانوادہ نبوت کا حصہ مانے جاتے ہیں، ان میں آل علیؓ، آل عقیلؓ، آل جعفرؓ اور آل عباسؓ شامل ہیں۔ پہلے قول کے مطابق اہل بیت کا اطلاق ان چار گھرانوں کے افراد پر ہوگا۔ یہ قول امام ابوحنیفہؒ، امام عینیؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام نوویؒ اور بعض مالکیہ سے بھی مروی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیث سے اس کا اشارہ ملتا ہے کہ حسنین کریمینؓ کھیل رہے تھے، قریب ہی صدقہ و زکوٰۃ کی تقسیم کے لیے کچھ کھجوریں پڑی تھیں ان میں سے کسی ایک نے کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔ آقا علیہ السلام نے دیکھا تو اپنی انگلی مبارک ان کے منہ کے اندر ڈال کر اس کھجور کو نکال دیا اور فرمایا:

اما علمت ان آل محمد لا یاکلون صدقه

(صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اخذ صدقة التمر، ج:۲، ص: ۵۴۱، حدیث نمبر: ۱۴۱۴)

"تمہیں معلوم نہیں کہ آل محمد صدقہ نہیں کھا سکتے"۔

یہ حدیث مبارک اس بات کی تائید میں ہے کہ اہلِ بیت کا اطلاق ان مذکورہ گھرانوں پر ہوتا ہے۔ یہ معنی صحیح مسلم کی حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے جسے حضرت زید بن ارقمؓ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کا آخری حصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"میں تمہیں اپنی اہل بیت کی محبت ومودت کے لیے اللہ کی یاد دلاتا ہوں کہ اللہ اور اس کے حکم کو میری اہل بیت کے بارے میں کبھی نہ بھولو"۔

اس حدیث کے راوی حضرت حصینؓ نے حضرت زید بن ارقمؓ سے پوچھا کہ آقا علیہ السلام نے اہل بیت کا اتنا عظیم ذکر فرمایا ہے، ان اہل بیت سے مراد کون ہیں؟ کیا آقا علیہ السلام کی ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں سے ہیں؟

حضرت زید بن ارقمؓ نے جواب دیا: اس میں شک نہیں کہ ازواج مطہرات اہل بیت میں سے ہیں:

ولکن اهل بیته من حرم صدقة (شرح النووی علی صحیح مسلم، باب من فضائل علی بن ابی طالب، ص: ۱۸۰)

”مگر حقیقت میں اہل بیت سے مراد وہ سارے گھرانے اور افراد و نفوس ہیں جن پر صدقہ کو حرام کردیا گیا ہے“ پھر فرمایا:

وهم آل علی وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس.

” یہ چار گھرانے آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں“۔

۲۔ اہل بیت: ازواجِ مطہرات اور آلِ پاک

اہلِ بیت کے تعین کے حوالے سے دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد صرف حضور نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات اور آپ کی ذریت طیبہ (اولاد پاک) ہے۔

متفق علیہ حدیث ہے جسے حضرت ابو حمید الساعدی نے روایت کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. (السجده،۳۲:۵۶)

”بے شک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبیِ (مکرّم ﷺ) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو“۔

صحابہ کرام نے پوچھا:

یارسول الله کیف نصل علیك؟

یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

قولو اللهم صل علی محمد وازواجه وذریته کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم. (صحیح مسلم باب التسمیع والتحمید والتامین، ج:۱، ص: ۳۰۶، حدیث: ۴۰۷)

”مجھ پر درود ایسے پڑھو: اے اللہ! محمد پر اور محمد کی ازواج مطہرات پر اور محمد ﷺ کی اولاد اور ذریت پر درود بھیج جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل پر درود بھیجا“۔

صحابہ کرام نے آلِ پاک پر درود و سلام پڑھنے کا نہیں بلکہ آپ ﷺ پر پڑھنے کا پوچھا تھا مگر آپ ﷺ نے اپنے اوپر درود پڑھنے کے معنی میں اپنی ذات کے ساتھ اپنی ازواج اور اپنی اولاد کو بھی شامل فرمایا۔ اس وجہ سے نماز میں درود پڑھتے ہوئے ازواج اور ذریت کو بھی شامل کرتے ہیں، اس لیے کہ آل محمد میں ازواج بھی آجاتی ہے اور ذریت یعنی اولاد بھی آجاتی ہے۔

اس دوسرے قول کے مطابق آپ کی اولاد اور ازواج اہل بیت میں شامل ہوگئے اور بقایا گھرانے جیسے آل علی، آل جعفر، آل عقیل، آل عباس ہیں تو وہ اس قول میں شامل نہیں۔ گویا یہاں اہل بیت سے مراد صرف حضور ﷺ کی ازواج مطہرات اور آپ ﷺ کی اولاد یعنی بنو فاطمہ شامل ہیں۔ چونکہ حضور ﷺ کی اولاد و ذریت سیدہ کائنات سے چلی ہے، اس لیے بنو فاطمہ اس دوسرے قول کے مطابق اہل بیت میں آجاتے ہیں۔

۳۔ اہل بیت: صرف ازواجِ مطہرات

اہل بیت کے تعین کے حوالے سے تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت صرف ازواج مطہرات کی شان میں نازل ہوئی۔ اس کے راوی حضرت عکرمہ ہیں جو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے شاگرد ہیں۔ اس قول کو ائمہ تفسیر و حدیث اور علماء امت نے قبول نہیں کیا کیونکہ یہ قول خارجی ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے۔ حضرت عکرمہ بازار و گلی کوچوں میں جاکر آواز بلند کرتے تھے کہ جو تم سمجھتے ہو (یعنی اہل بیت سے مراد حضرت علی، حضرت فاطمہ، حسنین کریمین) اس سے مراد وہ نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد صرف ازواج مطہرات ہیں۔ یہ قول مردود ہے، اسے اکابرین امت نے قبول نہیں کیا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عکرمہ بربری تھے اور ان کا تعلق مراکو سے تھا، مراکو میں قیام کے دوران وہاں کے نجدہ الحروری نامی شخص جو خارجیوں کا بڑا لیڈر تھا، آپ اس کی صحبت میں 6 مہینے رہے اور اس کی خارجی فکر سے متاثر ہوگئے جس کے نتیجے میں ان کے بعض امور میں خارجی فکر کا غلبہ ہوگیا۔ خارجی فکر کی نمایاں خصوصیات میں بغضِ اہلِ بیت بھی شامل ہے۔ خارجیوں کے دل اہلِ بیت کی محبت سے خالی ہوتے ہیں اور یہ لوگ اہل بیت کی عظمت و رفعت اور ان کی شان کے قائل نہیں ہوتے۔ حضرت عکرمہ ان سے متاثر ہوئے تو اہل بیت کی شان میں نازل ہونے والی آیات و احادیث میں تاویل کرلیتے تھے۔ لہٰذا جس آیت میں اہل بیت کا ذکر

آجائے اور اس کی تفسیر میں ان کی وہ تاویل آئے جو اہل بیت کی شان کو کم کرنے والی ہو تو اس میں ان کا قول قبول نہیں کیا جاتا۔ باقی امور میں یہ ثقہ اور معتبر ہیں، البتہ اہل بیت اطہار کے حوالے سے خارجی فکر سے متاثر ان کی تاویلات والے اقوال کو قبول نہیں کیا گیا۔

۴۔ اہل بیت: صرف اہل الکِسَاء

اس قول کے مطابق اہلِ بیت سے مراد صرف اصحاب الکِسَاء ہیں۔ یعنی آقا علیہ السلام نے جن چار ہستیوں کو اپنی چادر میں لے کر فرمایا تھا کہ یہ میری اہل بیت ہیں، اس قول کے مطابق اہل بیت سے مراد صرف یہی ہیں۔ ان کے نظریے میں صرف پنجتن یعنی حضور ﷺ کی ذات پاک، سیدنا مولا علی، سیدہ فاطمہ، امام حسن، امام حسین رضی اللہ عنہم ہی اہل بیت ہیں۔ یہ شیعہ حضرات کا قول ہے۔

یہ قول بھی تیسرے قول کی طرح انتہا پر ہے۔ تیسرے قول کو خوارج نے اپنایا ہے اور چوتھے قول کو اہل تشیع نے اپنایا ہے اور یہ دونوں اقوال مردود ہیں۔ تیسرے قول والوں نے اہل الکِسَاء کو اہل بیت سے نکال دیا اور اس قول کے قائلین نے ازواج مطہرات کو خارج کردیا۔

اس قول کو مردود کہنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ ہم پنجتن کو نہیں مانتے۔ انہیں ہم مانتے ہیں اور ہم پنجتن کہنا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ پنجتن کا لفظ حدیث پاک سے ثابت ہے اور یہ پنجتن اس آیت تطہیر میں شامل ہیں۔ اس وقت میں جو نفی کررہا ہوں وہ اس بات کی ہے کہ آیت کریمہ میں لفظ اہل بیت سے مراد صرف پنجتن نہیں ہیں۔

قولِ راجح: اہل بیت سے مراد ازواجِ مطہرات اور پنجتن ہیں

ان چار اقوال کا مطالعہ کرنے کے بعد اب آیئے ان میں سے قولِ راجح کو تلاش کرتے ہیں:

سورہ احزاب کی مذکورہ آیت نمبر۳۳ جس میں اہل بیت کا ذکر اور ان کی شانِ تطہیر آئی ہے، اس آیت میں مذکور اہل بیت سے مراد پنجتن بھی ہیں اور ازواج مطہرات بھی ہیں۔ ان دونوں کو جمع کردیں تو اہل بیت کا معنی مکمل ہوجاتا ہے۔ اہل بیت سے صرف ازواج مطہرات مراد لینا اور پنجتن کو نکال دینا بھی درست نہیں ہے۔ اسی طرح اہل بیت سے صرف پنجتن مراد لینا اور ازواج مطہرات کو نکال دینا بھی درست نہیں۔ ایسا کرنا خود قرآن مجید کے سیاق و سباق کے خلاف ہے۔ صحیح اور راجح قول یہ ہے کہ اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات بھی ہیں اور پنجتن بھی ہیں۔

آیتِ تطہیر کا مصداق ازواجِ مطہرات کس طرح ہیں؟

آیت تطہیر (الاحزاب:۳۳) کے مصداق ازواج مطہرات بھی ہیں، اس لیے کہ سورۃ احزاب کی تین آیات (۳۲، ۳۳،۳۴) نازل ہی ازواج مطہرات کے بارے میں ہوئی ہیں۔ ان تینوں آیات کا سبب نزول امہات المومنین ہیں اور سبب نزول کبھی غایتِ نزول سے خارج نہیں ہوتا۔ جس کے لیے آیت نازل ہوئی ہو وہ آیت کے مقصود اور معنی سے خارج نہیں ہوتا بلکہ سبب نزول معنیً آیت کا حصہ ہوتا ہے کیونکہ اس کے لیے ہی آیت نازل ہوئی تھی۔

سوال یہ ہے کہ حدیث مبارک میں تو حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ **اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِي** ’’اے اللہ یہ اہل بیت ہیں‘‘ جبکہ ازواج مطہرات کی طرف تو اس طرح کی کوئی صراحت نہیں ملتی پھر ازواج مطہرات اہل بیت میں کیسے شامل ہوگئیں؟

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ زوجہ تو ہوتی ہی گھر والی ہے۔ ان پر تو سوال ہی نہیں ہوسکتا کہ وہ کیسے اہل بیت میں شامل ہوگئیں؟ اہل بیت کا مطلب ہے ’’گھر والے‘‘۔ جیسے لوگ کہتے ہیں کہ ’’میری گھر والی نے یہ کہا‘‘ یعنی بیوی کو کہتے ہی گھر والی ہیں اور اسی گھر والی کا معنی ہے اہل بیت۔ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر۳۲ شروع ہی یہاں سے ہوتی ہے، ارشاد فرمایا:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ.

’’اے ازواجِ پیغمبر! تم عورتوں میں سے کسی ایک کی بھی مِثل نہیں ہو‘‘۔ (الاحزاب،۳۳:۳۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خطاب ہی نبی کی بیویوں سے کیا ہے، اس لیے کوئی ان کے اہل بیت سے ہونے کا انکار نہیں

کرسکتا کیونکہ قرآن مجید کی ان آیات کا نزول بھی ان کے لیے ہوا اور خطاب بھی ان سے ہوا۔ لہذا اس امر میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی کہ ازواج مطہرات اہل بیت ہیں۔

آیتِ تطہیر کا مصداق پنجتن کس طرح ہیں؟

ازواج مطہرات کے اہل بیت میں شامل ہونے کی وضاحت کے بعد اب سوال ہے کہ پنجتن اہل بیت میں کیسے شامل ہوئے؟ سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراءؓ تو شہزادی مصطفیٰ ﷺ ہیں اور حسنین کریمینؓ شہزادے ہیں، اس لیے اہل بیت میں شامل ہوگئے مگر سیدنا علی المرتضیٰؓ تو کزن اور داماد ہیں، وہ اہل بیت میں کیسے ہوئے؟

یاد رکھیں! یہ ہستیاں بھی قرآن مجید کی اسی آیت کریمہ آیتِ تطہیر سے ہی اہل بیت قرار پاتی ہیں۔ یہاں اس مغالطہ کا بھی ازالہ کردوں کہ بعض اوقات لوگوں کے ذہنوں میں یہ خیال آتا ہے کہ ازواج مطہرات کا اہل بیت میں شامل ہونا تو قرآن مجید سے ثابت ہے، چارتن (سیدنا علی المرتضیٰ، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسنین کریمین ﷺ) کیسے اہل بیت ہوگئے؟ اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ حدیث مبارک سے ثابت ہے کہ یہ پنجتن اہل بیت ہیں۔

یاد رکھیں! حدیث سے ان کا اہل بیت ہونا بھی ثابت ہے مگر یہ ثانوی حیثیت رکھتا ہے، اس سے پہلے قرآن مجید ہی کے ذریعے ان کا اہل بیت کا حصہ ہونا ثابت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اہل بیت کی اصطلاح کو Extend (وسیع) کرکے اپنے امر سے ان چار شخصیات کو اہلِ بیت میں شامل نہیں کیا۔ بلاشبہ حضور ﷺ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ ان چار ہستیوں کو اہل بیت میں شامل کرسکتے ہیں، اس لیے کہ آپ ﷺ کی شان و اختیار کے متعلق قرآن میں آیا ہے کہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى.

’’اور وہ (اپنی) خواہش سے کلام نہیں کرتے۔ اُن کا ارشاد سَراسَر وحی ہوتا ہے جو انہیں کی جاتی ہے‘‘۔ (النجم۵۳: ۳،۴)

آپ جو کچھ شامل کرلیں تو وہ بھی اللہ کی طرف سے ہوگا۔ مگر یاد رکھیں کہ اس طریق پر آقا علیہ السلام نے اہل بیت میں پنجتن کو اضافتاً شامل نہیں فرمایا بلکہ وہ بھی از روئے قرآن اہل بیت میں اصلاً شامل ہیں۔

لفظ اہل بیت سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۲ اور ۳۴ دونوں میں نہیں آیا۔ ان دونوں آیات میں خطاب ازواج مطہرات سے ہے، لفظ اہل بیت اور يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا کی شان کا بیان آیت نمبر ۳۳ کا مضمون ہے۔ آیت ۳۲ اور ۳۴ میں ازواج مطہرات کی فضیلت کا ذکر، دوسری عورتوں کے ساتھ ان کی عدم مثلیت کا ذکر کہ یہ دوسری خواتین جیسی نہیں ہیں، تقویٰ کا حکم آیا ہے، ترغیب و ترہیب آئی ہے، گفتگو کے طریقے، انداز اور احکام آئے ہیں اور اللہ کی آیات کی تلاوت اور یاد کرنے کی بات آئی ہے۔ ان سارے احکامات میں مخاطب ازواج مطہرات ہیں۔ آیت نمبر ۳۳ جو آیت تطہیر ہے، اس کا سیاق وسباق اس امر پر غماز ہے کہ چونکہ اس سے پہلے اور اس کے بعد خطاب ازواج مطہرات سے ہی ہے اس لیے آیت تطہیر کی مخاطب ازواج مطہرات بھی ہیں۔

یاد رکھیں! اس آیت کا خطاب صرف ازواج مطہرات سے نہیں بلکہ اس خطاب میں خود اللہ رب العزت نے ازواج مطہرات کے ساتھ مولیٰ علی، سیدہ فاطمہ، امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم سب کو شریک فرمایا ہے۔ جس طرح اہل بیت میں ازواج مطہرات شریک ہوگئیں اسی طرح پنجتن کا بھی اہل بیت کا حصہ ہونا سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر۳۳ (آیتِ تطہیر) کے اصل میں شامل ہے۔ آقا علیہ السلام نے اپنے فرمان کے ذریعے بعد میں ان کو شامل نہیں فرمایا۔ احادیث میں اہل بیت کے حوالے سے جو کچھ ارشاد فرمایا، وہ اس آیت کی تفسیر، تائید اور وضاحت میں فرمایا تاکہ کسی کو شک و شبہ نہ رہے۔ وضاحت کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ آیات کا نزول ازواج مطہرات کے لیے آرہا ہے لہٰذا کسی کو مغالطہ نہ ہو کہ اہل بیت میں صرف ازواج مطہرات شامل ہیں۔ پنجتن اصل میں (قرآن کی رو سے) شامل ہیں، احادیث کی رو سے درجہ اضافی میں شامل نہیں ہیں۔

پنجتن بھی آیتِ تطہیر میں اصلاً شامل ہیں، اس کو سمجھنے کے لیے ان آیاتِ کریمہ کے اسلوب میں غور کرنا ہوگا۔ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۲ میں خطاب کے سارے صیغے مونث

کے ہیں، ایک صیغہ بھی مرد کے لیے نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا. (الاحزاب،۳۳:۳۲)

"اے ازواجِ پیغمبر! تم عورتوں میں سے کسی ایک کی بھی مِثل نہیں ہو اگر تم پرہیزگار رہنا چاہتی ہو تو (مَردوں سے حسبِ ضرورت) بات کرنے میں نرم لہجہ اختیار نہ کرنا کہ جس کے دل میں (نِفاق کی) بیماری ہے (کہیں) وہ لالچ کرنے لگے اور (ہمیشہ) شک اور لچک سے محفوظ بات کرنا"۔

اس آیت میں لَسْتُنَّ، اتَّقَيْتُنَّ، تَخْضَعْنَ، قُلْنَ یہ سارے مونث کے صیغے ہیں۔

اسی طرح آیت نمبر۳۴ میں بھی تمام صیغے مونث کے استعمال کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا. (الاحزاب،۳۳:۳۴)

"اور تم اللہ کی آیتوں کو اور (رسول ﷺ کی) سنت و حکمت کو جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے یاد رکھا کرو، بے شک اللہ (اپنے اولیاء کے لیے) صاحبِ لُطف (اور ساری مخلوق کے لیے) خبردار ہے"۔

اس آیت میں بھی وَاذْكُرْنَ اور بُيُوْتِكُنَّ مونث کے صیغے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سارے خطاب صرف ازواج مطہرات کے لیے تھے۔ اب علمی اعتبار سے بڑا دلچسپ نکتہ ہے کہ آیت نمبر۳۲ اور آیت نمبر۳۴ میں بھی ازواج مطہرات سے خطاب ہے اور ان دونوں آیات کے درمیان میں آیت تطہیر ہے۔ آیت تطہیر آیت نمبر۳۲ بھی نہیں اور آیت نمبر۳۴ بھی نہیں ہے بلکہ آیت تطہیر آیت نمبر۳۳ کا عنوان ہے۔ اس آیت کے سیاق و سباق میں ازواج کو خطاب چل رہا تھا اور مونث کے صیغے استعمال ہو رہے تھے مگر اس آیت نمبر۳۳ یعنی آیت تطہیر میں خطاب یک لخت بدل گیا اور اب مونث کے بجائے مذکر کا صیغہ آ گیا۔ ارشاد فرمایا:

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا.

اس آیت میں "عَنْكُمْ" بھی مذکر کا صیغہ ہے اور يُطَهِّرَكُمْ بھی مذکر کا صیغہ ہے۔ گویا اس سے پہلے بھی مونث کے صیغے استعمال فرمائے اور اس کے بعد بھی مونث کے صیغے استعمال فرمائے، درمیان میں اس مقام پر آیت تطہیر میں مونث کا صیغہ ہٹا کر مذکر کا صیغہ لگا دیا۔ اس اسلوب سے معلوم ہوا کہ اس جگہ پر خطاب صرف ازواج مطہرات کو نہیں ہے۔ اس لیے کہ اگر مخاطب صرف ازواج مطہرات ہوتیں تو مونث کا صیغہ ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ لیذھب عنکن اور ویطھرکن کہا جاتا جیسے پہلے مونث صیغے استعمال کیے۔

یاد رکھیں! ظاہری طور پر جب مذکر کا صیغہ آئے تو اس میں عورتیں شامل نہیں ہوتیں، صرف مرد شامل ہوتے ہیں لیکن عربی زبان کا قاعدہ یہ ہے کہ عورتیں اور مرد اکٹھے ہوں تو غلبہ ذکور کی وجہ سے وہاں مذکر کا صیغہ آ جاتا ہے۔ مخاطب صرف عورتیں ہوں تو مونث کا صیغہ آتا ہے لیکن مذکر کا صیغہ دو صورتوں میں آتا ہے، جب صرف مرد مخاطب ہوں تب مذکر کا صیغہ آئے گا اور جب مرد اور عورتیں اکٹھے ہوں تو پھر بھی مذکر کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے مخاطب کیا جاتا ہے۔

مذکورہ آیت تطہیر سے اب مونث خارج نہیں ہوسکتی، اس لیے کہ آیت کے آگے پیچھے ازواج مطہرات کے لیے مونث کا صیغہ آ رہا ہے، لہٰذا جب مذکر کا صیغہ درمیان میں آ گیا تو اس کا مطلب ہے کہ یہاں آ کر کچھ مرد بھی اس خطاب میں شامل ہوگئے یعنی وہ لوگ جو آیت نمبر۳۲ اور آیت نمبر۳۴ میں نہیں تھے، وہ آیت نمبر۳۳ میں شامل ہوگئے۔ پس پنجتن کا اہل بیت میں شامل ہونا درجہ اصل میں ہے اور اسے اللہ نے خود اہل بیت میں شامل کیا ہے، حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں شامل نہیں کیا۔ آقا علیہ السلام نے اس دائرے کو نہیں بڑھایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں حضرت علیؓ، سیدہ فاطمۃ الزہراؓ، امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو شامل کیا۔ پس مذکر کا صیغہ استعمال کرکے اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات میں پنجتن کا اضافہ کیا۔

یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ پنجتن کا اضافہ ہوا تب اہلِ بیت بنے اور جب تک پنجتن اس میں شامل نہیں تھے، تب تک ازواج مطہرات تھیں، نساء النبی تھیں، وہ امہات المومنین تھیں، ان کے لیے اہل بیت کا صیغہ نہیں تھا، اہلِ بیت کا ٹائٹل اس

وقت ملا جب ازواج مطہرات کے ذکر کے ساتھ پنجتن بھی شامل ہوگئے۔ قرآن مجید میں اس مقام کے علاوہ کسی اور مقام پر بھی اگر ازواج مطہرات کا ذکر آیا ہے تو وہاں بھی اہلِ بیت نہیں کہا گیا بلکہ صرف ازواج اور امہات المومنین کہا گیا۔ اہل بیت کا ٹائٹل پورے قرآن میں فقط اسی جگہ استعمال ہوا ہے اور یہاں یہ ٹائٹل ازواج مطہرات کے ساتھ پنجتن کو شامل کر کے استعمال کیا گیا ہے۔

''اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ'' کی وضاحت

حضور نبی اکرم ﷺ نے احادیث مبارکہ میں حضرت علی، حضرت فاطمۃ الزہراء اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم ان چار نفوس قدسیہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

اللهم هولاء اهل بيتي.

(المعجم الاوسط، باب من اسمه علي، ج:٤، ص: ٢٣٦)

''اے اللہ یہ میری اہل بیت ہے''۔

اس حدیث کے دو غلط معنی لیے گئے:

۱۔ بعض لوگوں نے یہ معنٰی لیا کہ حضور ﷺ نے حدیث مبارکہ کے ذریعے ان چار نفوس کو اہل بیت میں شامل کیا۔

یہ معنٰی غلط ہے، اس لیے کہ پنجتن کا اہلِ بیت میں شامل ہونا بھی قرآن کی نص سے ثابت ہے۔

۲۔ کچھ لوگوں نے یہ معنٰی مراد لیا کہ حضور ﷺ کی اہل بیت سے مراد صرف پنجتن ہیں۔

اس معنٰی کی رو سے حضور ﷺ کی ازواج کو اہل بیت سے خارج کرنے کا سوچا گیا۔ یہ معنٰی بھی غلط ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ازواج مطہرات کو تو آیت کی شانِ نزول کے ذریعے ہی اہل بیت میں شامل فرما چکا ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے شامل کیا، ان کو حضور ﷺ خارج تو نہیں کر سکتے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر حضور ﷺ نے ھولاء اھل بیتی فرما کر صرف چار نفوس ہی کی طرف اشارہ کیوں فرمایا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ آیت مبارکہ میں ان کے اسماء مبارکہ نہیں آئے تھے تو حضور نے تصریح کردی کہ آیت مبارک میں اللہ نے جن کو میری اہل بیت میں شامل کیا ہے، ان میں سے ازواج مطہرات کو تو ہر کوئی جانتا ہے، اس لیے کہ ان کے بارے تو آیات اتریں، آیت تطہیر کی شکل میں اہل بیت کا عنوان دیا ہے مگر نام لے کر بتانے کا مقصود یہ تھا تاکہ پتہ چل جائے کہ ازواج مطہرات کے ساتھ ساتھ اور کون کون اہل بیت میں شامل ہے۔

صحیح مسلم کتاب الفضائل صحابہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو اس وقت حضور ﷺ نے اپنے اوپر کالی کملی اوڑھی ہوئی تھی، اس میں اونٹوں کے کجاووں کے نشان بنے ہوئے تھے۔ اتنے میں حسن مجتبٰی آگئے تو حضور ﷺ نے کملی اٹھا کر ان کو اندر داخل کرلیا، پھر حضرت حسینؓ آئے تو ان کو بھی کملی کے اندر داخل کرلیا۔ پھر سیدہ فاطمۃ الزہراء تشریف لائیں تو ان کو بھی کملی کے اندر داخل کرلیا۔ پھر حضرت علیؓ آئے تو ان کو بھی کملی کے اندر داخل کرلیا اور ان چاروں کو داخل کرکے آپ ﷺ نے آیت تطہیر کی تلاوت کی کہ

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا.

''بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول ﷺ کے) اہلِ بیت! تم سے ہر قسم کے گناہ کا مَیل (اور شک و نقص کی گرد تک) دُور کر دے اور تمہیں (کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے''۔ (الاحزاب، ۳۳:۳۳)

عام طور پر ایسا ہوتا نہیں ہے کہ ایک کملی اتنی بڑی ہو کہ پہلے ہی ایک ہستی بیٹھی ہو، پھر چار اور بھی اس میں داخل کیے جائیں، یہ عام معمول نہیں ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ اس وقت اس آیت کی تفسیر بتانا چاہ رہے تھے۔

قرآن مجید کا اسلوب یہ ہے کہ اُس میں کسی کا نام نہیں لیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ، سیدنا عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کسی کا نام بھی نہیں لیتا بس گنتی کے چند پیغمبروں کے نام لیے اور جب کفار و مشرکین کو رد کیا تو سوائے ابولہب کے کسی کا نام نہیں لیا۔ قرآن ازواج مطہرات، صحابہ اور اہل بیت میں سے کسی کا نام نہیں لیتا۔ اب آیت تطہیر کے ذیل میں اجتماعی طور پر نساء النبی آ گیا تھا (اے نبی کی بیویو) تو خاص ہوگیا اور مغالطہ نہ

رہا کہ ازواج مطہرات کی بات ہوئی ہے۔ اسلوب بیان میں عترت کے بھی اہل بیت میں داخل ہونے کی صراحت ہے مگر نام موجود نہیں۔ لہٰذا حضور ﷺ نام لینا چاہ رہے ہیں، اس لیے ایک ایک کو پکڑ کر اپنی کملی میں داخل کیا تاکہ ساری دنیا دیکھ لے اور کسی کو شک و شبہ نہ رہے کہ آیتِ تطہیر میں مذکور اہلِ بیت میں یہ شخصیات بھی شامل ہیں۔

قرآن و حدیث سے پنجتن کا تصور

لوگ کہتے ہیں کہ پنجتن تو شیعوں کا تصور ہے، آپ کیوں ان کے نام لیتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مذکورہ روایت سے ثابت ہے کہ انہوں نے ایک کملی میں اِن پانچ تنوں کے اکٹھا ہونے کے منظر کو بیان کیا ہے۔

قرآن مجید کی سورہ آل عمران آیت نمبر ۶۱ میں بھی پنجتن کا ذکر آیا ہے۔ جب نصاریٰ کا وفد مباہلہ کے لیے مدینہ آیا تو یہ آیت نازل ہوئی جسے آیتِ مباہلہ کہتے ہیں، ارشاد فرمایا:

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ. (آل عمران، ۳:۶۱)

”آپ فرما دیں کہ آ جاؤ ہم (مل کر) اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے آپ کو بھی اور تمہیں بھی (ایک جگہ پر) بلا لیتے ہیں“۔

جب یہ آیت اتری تو حضور ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسن و حسین علیہما السلام کو بلایا۔ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ کو ”نِسَآءَنَا“ کی جگہ بلالیا، حسن و حسین کو اَبْنَآءَنَا کی جگہ پر بلالیا اور خود اور حضرت علی کو اَنْفُسَنَا کی جگہ پر بلالیا۔ اس طرح یہ پانچ تن اکٹھے ہوئے۔ ان کو ساتھ لیا اور مباہلہ کے لیے تشریف لے آئے۔ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ نے پانچ تن ثابت کردیئے۔ تن مصطفیٰ، تن علی المرتضیٰ، تن فاطمۃ الزہراءؓ، تن حسن مجتبیٰؓ، تن حسین ابن المرتضیٰؓ۔

پس قرآن مجید نے سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں پنجتن کو اور ازواج مطہرات کو ملاکر اہل بیت ڈکلیئر کردیا تھا اور چونکہ نام معلوم نہ تھے تو آقا ﷺ نے ان چاروں کو بلاکر اپنی کملی میں بٹھا کر اپنے دست اقدس سے اشارہ کرکے بتادیا کہ یہ میری اہل بیت ہیں تاکہ کسی کو اس بات کے تعین میں مغالطہ، شبہ اور اعتراض نہ رہے اور کل کوئی اس چیز پر اصرار نہ کرے کہ اہل بیت میں صرف ازواج مطہرات شامل ہیں بلکہ اُسے معلوم ہوجائے کہ ازواج مطہرات اور پنجتن مل کر اہل بیت قرار پاتے ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ بھی فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری تو ۶ ماہ تک (بعض روایتوں میں ۷ اور ۸ ماہ کا ذکر بھی ہے) آقا ﷺ کا معمول تھا کہ ہر روز جب نماز فجر کے لیے نکلتے تو حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے دروازے کے سامنے کھڑے ہوکر آواز دیتے:

الصلوة يا اهل البيت.

”اے اہل بیت نماز کا وقت ہوگیا“۔

اور پھر یہ آیت پڑھتے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا.

جمیع کتب تفسیر و احادیث میں ہے کہ

نزلت فی خمسة فی رسول الله وعلی وفاطمه و الحسن والحسین. (المعجم الاوسط، باب من اسمه الحسن، ج:۳، ص: ۳۸۰)

”یہ آیت پانچ تن حضور ﷺ، حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسنین کریمین علیہما السلام کے حق میں نازل ہوئی“۔

یہی وجہ ہے کہ آقا ﷺ نے ان سے محبت و مودت کی حد درجہ تلقین فرمائی۔ محبت اہل بیت عمر بھر رہنی چاہئے، اس لیے کہ یہ آقا ﷺ کی محبت ہی کا حصہ ہے مگر بطورِ خاص اس محبت کے اظہار کا موسم محرم الحرام کا مہینہ ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح محبتِ رسول ﷺ کا اظہار تو ہم پورا سال کرتے رہتے ہیں مگر ماہ میلاد النبی ﷺ میں بطور خاص اظہارِ محبت کرتے ہیں۔ اس لیے جب اہل بیت سے محبت کے اظہار کا یہ مہینہ آئے تو اس کا بالخصوص اہتمام کیا کریں۔ اہل بیت کی محبت، عترت و ذریت پاک کی محبت بالخصوص حسنین کریمین کی محبت نہ صرف ہمارے ایمان کا حصہ ہے بلکہ عینِ ایمان ہے۔

❁❁❁❁❁

الفقہ: آپ کے فقہی مسائل

اُمت ایمان کی تاثیر سے محروم کیوں؟

اسلام دشمن قوتیں نظریاتی، ثقافتی یلغار کے ذریعے نوجوانوں کو گمراہ کر رہی ہیں

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: عصرِ حاضر میں امتِ مسلمہ بالعموم اور بالخصوص نوجوان نسل ایمان کی تاثیر سے کیوں محروم ہے؟

جواب: آج کے دور میں ایمان کی تاثیر سے دوری کی بنیادی وجہ نوجوان نسل کا ایمان کے معنی و مفہوم سے نا واقف ہونا اور بحیثیت مجموعی امت مسلمہ کا ایمان کی حفاظت، اس کے تقاضے اور شرائط کو پورا نہ کرنا ہے۔ علاوہ ازیں اسلام دشمن طاقتوں کی نظریاتی، ثقافتی اور جذباتی سہ جہتی یلغار بھی امت مسلمہ کی بالعموم اور نوجوان نسل کی بالخصوص ایمان کی تاثیر سے محرومی کا سبب بن رہی ہے۔ کیونکہ نظریہ کسی بھی قوم، مذہب، تحریک یا تنظیم کے لئے اساسی درجہ رکھتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اقوام نظریے کی بنیاد پر بنتی اور قائم رہتی ہیں۔ جونہی نظریاتی اساس کمزور ہوئی، زوال و انتشار قوموں کا مقدر بن جاتا ہے۔

اس کی ایک سادہ اور عام فہم مثال یہ ہے کہ ایک درخت کی نشوونما کا دارومدار اس کی جڑ پر ہوتا ہے۔ جڑ ہی درخت کی زندگی اور تروتازگی کا ذریعہ ہے، اگر جڑ میں نقص واقع ہو جائے تو درخت مرجھانا شروع ہو جائے گا اور پھر رفتہ رفتہ اس کے پتے، ٹہنیاں، پھل، پھول جس حالت میں ہوں گے بوسیدہ ہو کر زمین پر گر پڑیں گے۔ اگر جڑ مضبوط ہو تو پودا توانا اور پھلدار ہو گا، اس سے خوراک حاصل کرنا دوسروں کے لئے حیات بخشی کا سامان بنے گا۔

بات ساری تاثیر کی ہے۔ جس طرح درخت میں ساری تاثیر جڑ اور تنے کی ہوتی ہے، تاثیر اچھی ہو گی تو درخت پھل، پھول بھی اچھے دے گا اور اگر تاثیر میں نقص واقع ہو جائے تو درخت خشک ہو جائے گا، یہاں تک کہ لوگ اس کو کاٹ کر ختم کر دیں گے۔ اسی طرح نظریہ بھی قوموں کے ثقافتی، تہذیبی، مذہبی اور معاشرتی بقا اور سلامتی کی علامت ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر موجودہ دور میں امت مسلمہ ایمان کی حلاوت پانا اور بحیثیت مجموعی ترقی کرنا چاہتی ہے تو اسے اپنے بنیادی نظریات اپنا کر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنا ہو گا وگرنہ گمراہی و پستی اور ذلت و غلامی اس کا مقدر بن جائے گی۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

إِنَّ اللّهَ لاَ يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُواْ مَا بِأَنْفُسِهِمْ.

بے شک اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے آپ میں خود تبدیلی پیدا کر ڈالیں۔ (الرعد، ۱۳: ۱۱)

سوال: اللہ تعالیٰ کے حکم اور رضا میں کیا فرق ہے؟

جواب: اوامر کو بجا لانے اور نواہی کو ترک کرنے سے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو کچھ صادر کیا ہے، وہ احکام (حکم کی جمع) ہیں۔ جیسے ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنكُمْ. (النساء، ۴: ۵۹)

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے (اہلِ حق) صاحبانِ اَمر کی“۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُلُواْ مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُواْ لِلّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ. (البقرة، ۲: ۱۷۲)

’’اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم صرف اسی کی بندگی بجالاتے ہو‘‘۔

يَـا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُواْ اللّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ. (آل عمران،۳:۱۳۰)

’’اے ایمان والو! دوگنا اور چوگنا کر کے سود مت کھایا کرو، اور اللہ سے ڈرا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ‘‘۔

یہ احکامِ الٰہی کی چند ایک مثالیں ہیں۔ قرآنِ مجید میں بے شمار مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام بیان فرمائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام، صریح اور واضح انداز میں بیان کر دیے ہیں اور انسان کو بتا دیا ہے کہ اوامر کو بجا لانے اور نواہی کو ترک کرنے سے میں راضی ہوتا ہوں، مگر انسان کو ان اوامر و نواہی کے بجالانے پر مجبور نہیں کیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ. (الکہف،۱۸:۲۹)

اور فرما دیجئے کہ (یہ) حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، پس جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے انکار کردے۔

اور فرمایا:

وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِO (البلد، ۹۰:۱۰)

اور ہم نے اسے (خیر و شر کے) دو نمایاں راستے (بھی) دکھا دیئے۔

اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں پر انسان کو اختیار و ارادہ کی آزادی بخشی ہے، ان پر اسے اجر دینے اور مواخذہ کرنے کا وعدہ بھی فرما رکھا ہے۔ یہ اختیار و ارادہ انسان کا ذاتی نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کا عطا کردہ ہے اور اس کا استعمال اگر انسان، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرے تو اس سے رضائے الٰہی عطا ہوتی ہے۔ رضا، اللہ تعالیٰ اور بندے دونوں کی جانب سے ہوتی ہے قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے رضوان کا لفظ مخصوص کیا ہے۔ بندے کے راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حق تعالیٰ سے راضی ہو، دین مبین اسلام سے راضی ہو، اللہ کے اس رسول صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راضی ہو جنہوں نے یہ دین مبین ہم تک پہنچایا اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر دل سے یقین رکھے اور اپنے اوپر آنے والی آزمائشوں اور مصیبتوں کو سکون اور اطمینان سے قبول کرے۔ پس جو شخص اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرے، اسے اپنا نصب العین بنائے اور اس کی خاطر پیہم کوشش کرے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے۔

سوال: ایمان کا ادنیٰ و اعلیٰ درجہ کیا ہے؟

جواب: حدیث جبریل میں احسان کے مفہوم میں ایمان کے ادنیٰ و اعلیٰ درجے کو بہت عمدگی سے بیان کیا گیا ہے۔ جب جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ احسان کیا ہے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّه يَرَاكَ.

’’(ایمان کا اعلیٰ درجہ یعنی احسان یہ ہے) کہ تم اللہ کی عبادت و بندگی اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اور (ایمان کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ) اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو (یہ یقین رکھو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے‘‘۔ (بخاری، الصحیح، کتاب الایمان، باب سوال جبرئیل علیہ السلام، ۱:۲۷، رقم:۵۰)

حدیث جبریل میں مذکور لفظ عبادت سے اگر کسی کو یہ گمان ہو کہ عبادت اور بندگی سے مراد وہی امور ہیں جنہیں عرف عام میں عبادات سے تعبیر کیا جاتا ہے مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ اور انہی عبادات کا بجا لانا انسانی زندگی کا نصب العین ہے تو یہ تصور غلط ہے۔ قرآنی تصورِ عبادت اور اسلامی مفہوم برّ اس قدر وسیع ہے کہ یہ انسان کی فکری اور عملی زندگی کے تمام گوشوں کو محیط ہے۔ اسلام کا پیش کردہ تصورِ بندگی انسانی زندگی کو درج ذیل خصائص کا جامع دیکھنا چاہتا ہے۔

۱۔ صحتِ عقائد: انسان کا عقیدہ صحیح ہونا چاہیے جس میں اللہ تعالیٰ، آخرت، فرشتوں، آسمانی کتابوں اور انبیاء و رسل پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۲۔ محبتِ الٰہی: اللہ سے ٹوٹ ٹوٹ کر محبت کرنی چاہیے جس کا ثبوت خلق خدا کے حق میں نفع بخشی، فیض رسانی اور مالی ایثار و قربانی کے ذریعے فراہم کیا جائے۔

۳۔ مالی ایثار: اللہ تعالیٰ نے جو رزق عطا کیا ہے اس سے حاصل کردہ وسائل دولت، مستحق رشتہ داروں، یتامیٰ و مساکین، غرباء و فقراء اور غلامی و محکومی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے انسانوں کی آزادی، معاشی بحالی اور آسودگی پر خرچ کیے جائیں۔

۴۔ صحتِ اعمال: تمام احکام شریعت یعنی نماز، روزہ وغیرہ ارکان اسلام کی پابندی کی جائے۔

۵۔ ایفائے عہد: ضروری ہے کہ انسان جو عہد اور فیصلہ کرے عزم و ہمت کے ساتھ اس پر ثابت قدم رہے۔

۶۔ صبر وتحمل: چاہے کتنے ہی مصائب و شدائد اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑے انسان کو چاہیے کہ تمام غیر معمولی حالات میں بھی صبر وتحمل اور عزم و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

مذکورہ بالا خصائص، اجزائے دین کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان تمام اجزاء کا مجموعہ نیکی اور اصل عبادت ہے۔ گویا اصل عبادت اور بندگی ایک اکائی کا نام ہے اور زندگی کے جملہ معاملات مذہبی ہوں یا دنیوی اس کُل کے مختلف اجزاء ہیں۔ جس طرح کسی اکائی سے کوئی ایک جز اگر الگ ہو جائے تو اسے کُل کا نام نہیں دیا جا سکتا اسی طرح عبادت الٰہیہ پر محیط زندگی کے کسی ایک پہلو کو دوسروں سے لاتعلق کر کے کامل بندگی کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

لہٰذا ایمان کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان پوری زندگی اس طرح بسر کرے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے اور ایمان کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی پوری زندگی اس طرح بسر کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے۔

ایمان کے اعلیٰ اور ادنیٰ مدراج کو درج ذیل حدیث مبارکہ بھی واضح کرتی ہے، جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَأَى مِنْكُم مُنكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِه، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِه، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِه، وَ ذَالِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَان. (مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب بیان کون النهی عن المنکر من الایمان، ۱: ۶۹، رقم: ۴۹)

’’تم میں سے جو شخص خلافِ شریعت کام دیکھے تو اپنے ہاتھوں سے اس کی اصلاح کرے، اور اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اس کا ردّ کرے، اور اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو دل سے اسے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے‘‘۔

مذکورہ حدیث مبارکہ میں ایمان کے درجات کو بڑے ہی احسن پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔

سوال: کیا سال مکمل ہونے سے پہلے بھی زکوٰۃ ادا کی جاسکتی ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص سال پورا ہونے سے پہلے زکوٰۃ کی پیشگی ادائیگی کرنا چاہے تو شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔ سیدنا علی کرم اللہ وجھہ الکریم سے روایت ہے کہ:

أَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَعْجِيلِ صَدَقَتِهِ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ، فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذَٰلِكَ.

’’حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے انہیں اس کی اجازت مرحمت فرمائی۔

(أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۰۴، رقم: ۸۲۲)

امام مالک رحمہ اللہ نے پیشگی زکوٰۃ دینے سے اختلاف کیا ہے لیکن احناف نے اس حدیث مبارکہ کو جواز کی دلیل بنایا ہے:

وَلَنَا مَا رُوِىَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْلَفَ مِنَ الْعَبَّاسِ زَكَاةَ سَنَتَيْنِ وَأَدْنَى دَرَجَاتِ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَوَازُ.

’’ہماری دلیل یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دوسال کی زکوٰۃ پیشگی لی اور نبی کریم ﷺ کے فعل کا کم ازکم درجہ جواز کا ہے‘‘۔

(علاء الدین الکاسانی، بدائع الصنائع، ۲: ۵۱)

اسی طرح امام شمس الدین سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَتَعْجِيلُ الزَّكَاةِ عَنْ الْمَالِ الْكَامِلِ الْمَوْجُودِ فِي مِلْكِهِ مِنْ سَائِمَةٍ أَوْ غَيْرِهَا جَائِزٌ عَنْ سَنَةٍ أَوْ سَنَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ. (سرخسی، المبسوط، ۲: ۱۷۶)

’’تمام مال جو کسی کی ملکیت میں ہو خواہ مویشی ہوں یا کوئی اور مال ہو، اس میں سے پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے، چاہے ایک سال کی، دوسالوں کی یا زیادہ سالوں کی ہو‘‘۔

مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ ایک سال کی پیشگی زکوٰۃ ادا کی جاسکتی ہے۔ ❁❁❁❁❁

انسان کا اللہ تعالیٰ، اپنی ذات، دوسرے انسانوں اور کائنات سے تعلق

حضرت امام حسینؑ نے کربلا میں اطاعت و بندگی کا حق ادا کیا

یزیدی حکومت کے مظالم نگاہ میں تھے پھر بھی راہِ حق میں امامِ عالی مقامؑ ثابت قدم رہے

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا پیغامِ امام حسینؑ کانفرنس سے فکر انگیز خطاب

اللہ رب العزت نے انسان کو چار تعلقات کے ساتھ اس کائنات میں پیدا فرمایا اور پھر ان تعلقات کو سازگار رکھنے کے لیے ان سے متعلق کچھ حقوق تفویض کیے اور ان کی بجا آوری انسان پر لازم قرار دے دی جس کے نتیجے میں انسانِ کامل کا سفر طے ہوتا ہے۔ وہ چار تعلقات درج ذیل ہیں:

۱۔ پہلا تعلق انسان کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہے۔

۲۔ دوسرا تعلق انسان کا اپنی ذات کے ساتھ ہے۔

۳۔ تیسرا تعلق انسان کا اس کائنات میں دوسرے انسانوں کے ساتھ ہے۔

۴۔ چوتھا تعلق انسان کا اس کائنات کے ساتھ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمائی۔

ان چاروں تعلقات اور ان کے حقوق کی بجا آوری میں انسان عمر گزارتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو ایک عام انسان سے اٹھا کر انسانِ کامل یا مردِ مرتضیٰ کے مقام پر فائز فرما دیتا ہے۔ امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام نے یقیناً ان چاروں تعلقات اور ان سے متعلق حقوق کی بجا آوری میں پوری عمر صرف کی لیکن معرکہ کربلا بالخصوص وہ واقعہ ہے کہ جہاں پر امام عالی مقام نے ان چاروں تعلقات اور ان سے متعلق حقوق کو بدرجہ اولیٰ اکٹھے ادا فرما دیا۔

ان حقوق کو آپ نے اس قدر اعلیٰ درجہ کے ساتھ ادا کیا کہ پھر راہِ مرتضائیت میں اللہ رب العزت نے آپ کو وہ مقام عطا فرمادیا کہ اس کے بعد ایسا مقام نہ کسی کو دیا اور نہ قیامت تک کسی کو عطا فرمائے گا۔

ذیل میں امام عالی مقام کے کردار و سیرت کا جائزہ لیتے ہیں کہ انہوں نے معرکہ کربلا میں ان چاروں حقوق کو کس احسن انداز میں ادا کیا:

۱۔ امام عالی مقام اور حقوق اللہ کی ادائیگی

امام عالی مقام نے اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق حق کو نہایت احسن انداز کے ساتھ میدان کربلا میں ادا فرمایا۔ اس حق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ.

’’اور میں نے جنّات اور انسانوں کو صرف اسی لیے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی اختیار کریں‘‘۔ (الذاريات،۵۱:۵۶)

اللہ رب العزت کے ساتھ بندگی کا تعلق یوں تو انسان عبادات کے ذریعے احکام شریعت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے عمر بھر ادا کرتا رہتا ہے اور ہر وہ انسان جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے وہ لازماً بندگی بجا لاتا ہے۔ لیکن وہ اعلیٰ بندگی کیا ہے جو عام بندگی سے جدا ہوجاتی ہے۔ وہ اعلیٰ بندگی یہ ہے کہ انسان شریعت محمدی ﷺ کے احکام اس طرح بجا لائے کہ اس کے دل میں کوئی بوجھ نہ ہو، وہ ان احکام پر عمل کرتے ہوئے دل میں گھٹن اور تنگی محسوس نہ کرے بلکہ بغیر کسی بوجھ کے ان احکام کی بجا آوری میں مصروف

رہے جس بندگی کا حق امام عالی مقام نے میدان کربلا میں ادا کردیا وہ فقط اعلیٰ بندگی نہ تھی بلکہ وہ بندگی کا بھی کمال تھا۔ اعلیٰ بندگی تو یہ تھی کہ عمل پیرا ہوتے وقت دل میں گھٹن کا احساس نہ ہو مگر بندگی کا کمال یہ ہے کہ گھٹن کا احساس تو دور کی بات ہے جب منشاء یار سمجھ آجائے تو انسان دیوانہ وار اس کی طرف عمل پیرا ہونے کے لیے دوڑ پڑتا ہے۔ بوجھ اور گھٹن کے برعکس اس سے پیار، جنون اور عشق ہوجائے تو اسے بندگی کا کمال کہتے ہیں۔ بندگی کا ایک حق وہ ہے جو ایک عام انسان ادا کرتا ہے۔ اسے ادنیٰ درجے کی بندگی کہتے ہیں، ایک بندگی کا حق وہ ہے جسے صالحین ومقبولین ادا کرتے ہیں، اسے اعلیٰ درجے کی بندگی کہتے ہیں اور جب یہی بندگی ایک امام بجا لائے تو یہ نہ عام بندگی ہوسکتی ہے نہ اعلیٰ بندگی بلکہ اسے بندگی کا کمال کہتے ہیں۔

یہی وہ منشاء یار تھا کہ امام عالی مقام خانوادہ رسول کو لے کر کربلا کی طرف چل پڑتے ہیں۔ ذرا وہ منظر دیکھئے کہ کربلا معلیٰ جانے کے لیے مدینۃ المنورہ سے روانہ ہورہے ہیں، جانتے ہیں کہ کیا ہونے والا ہے، صحابہ کرام امام عالی مقام کو روک رہے ہیں کہ نہ جائیں، جانا ہے تو اکیلے جائیں، خانوادے کو ساتھ نہ لے جائیں۔ مگر آپ اپنے ارادے پر ڈٹے رہتے ہیں۔ پھر مکہ مکرمہ پہنچتے ہیں وہاں پر بھی صحابہ آپ کو نہ جانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ یزید کی حکومت کے مظالم، طرزِ حکومت ہر شے نگاہ کے سامنے ہے پھر بھی آپ کے قدم لرزاں نہیں ہوتے۔ آپ اپنے خانوادے کے ساتھ میدان کربلا کی طرف گامزن رہتے ہیں۔ بچپن سے مصطفیٰ ﷺ کی زبان سے سن رکھا ہے کہ میدان کربلا میں ظلم کے پہاڑ توڑے جائیں گے، شہادتیں ہوں گی مگر اس تمام علم کے باوجود امام عالی مقام اس مقتل کی جانب دوڑے چلے جارہے ہیں، کیوں؟ اس لیے کہ یہ حکم ہے مصطفی کا، یہ منشاء ہے خدا کا، یہاں صرف میں نے قربان نہیں ہونا بلکہ اس میدان میں علی اصغر کو بھی لُٹانا ہے، علی اکبر کو بھی لُٹانا ہے، امام حسن کے شہزادوں کو بھی لُٹانا ہے، سروں کو نیزے پر بھی چڑھنا ہے، یہ سب جانتے ہیں مگر منشا یار سے پیار ہے۔

جب منشا یار نگاہوں کے سامنے ہو تو کسی نقصان کا خیال نہیں آتا بس اک جنوں ہوتا ہے کہ منشا یار ادا کرنے میں کہیں دیر نہ ہوجائے، پس اس سوچ اور نظریہ کے تحت امام عالی مقام نے بندگی کا بدرجہ کمال حق ادا فرماکر میدان کربلا میں اللہ رب العزت کے ساتھ اس تعلق کا حق ادا کردیا۔

۲۔ امام عالی مقام اور حق النفس کی ادائیگی

دوسرا تعلق ایک انسان کا اپنی ذات سے متعلق ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ. (المائدة،۵:۱۰۵)

’’اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کی فکر کرو‘‘۔

عموماً جب انسان زندگی گزارتا ہے تو اس کی جان کے اس پر کئی طرح کے حقوق ہوتے ہیں جو وہ ادا کرتا ہے۔ روزگار کما کر جسم کی افزائش کرنا جان کا حق ہے۔ جسم کو ڈھانپنے کے لیے اچھا لباس پہننا جان کا حق ہے، اپنے آپ کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا جان کا حق ہے، اچھی صحبت تلاش کرنا جان کا حق ہے۔

یہ تو اس کی ظاہری جان کے حقوق ہیں جنہیں وہ ادا کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح اس کے کچھ باطنی حقوق بھی ہیں جیسے روزے رکھنا، اپنی روح کو پاکیزہ کرنا، گناہوں سے بچنا، نمازیں پڑھنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا، گریہ و زاری کرنا، مناجات کرنا، اپنے افکار کو سچا اور ستھرا کرتے رہنا یہ بھی جان کا باطنی حق ہے۔ ایک عام انسان اپنی بندگی بجا لانے کے لیے اپنی حیثیت کے مطابق حقوق ادا کرتا رہتا ہے۔

جیسے بندگی کے مختلف درجات ہیں اسی طرح انسانوں میں مختلف طبقات ہیں۔ کوئی اپنی جان کا حق فقط خوراک اور لباس تک سمجھتا ہے۔۔۔ کوئی جان کا حق اچھی صحبت کے تلاش کرنے تک رکھتا ہے۔۔۔ کوئی سمجھتا ہے کہ طہارت اور پاکیزگی میری جان کا حق ہے، کوئی عبادت، ریاضت اور روزہ کو بھی اپنی جان کا حق سمجھتا ہے۔۔۔ مگر جو عارف، کامل اور رمز آشنا ہوجاتے ہیں انہیں سمجھ آجاتی ہے کہ یہ سارے حقوق چھوٹے ہیں، اس جان اور نفس کو مقام رضا پر فائز کرنا اس جان کا سب سے بڑا، اعلیٰ اور آخری حق ہے۔

امام عالی مقام عمر بھر اپنے نفس کے حقوق، شریعت کے مطابق ادا کرتے رہے لیکن انہیں یہ معلوم تھا کہ اس جان کا

سب سے اعلیٰ، ارفع اور آخری حق یہ ہے کہ اس نفس کو اس مقامِ رضا پر فائز کردیا جائے جو مقام صبر سے بھی بڑھ کر ہے۔ اسی لیے آپ نے میدان کربلا میں پورا خانوادہ راہِ خدا میں پیش کرکے صبر کی تمام حدیں پار کردیں اور آخر میں اپنی جان کا آخری حق ادا کرکے آپ مقام رضا پر فائز ہوئے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں بڑی بڑی ہستیاں صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتی ہیں مگر آپ وہ ہستی تھے جنہیں خونِ مصطفیٰ اور قربتِ مصطفیٰ میسر تھی، ان کی گود اور تعلیم ہی کا فیض تھا کہ وہ ان منازل کو طے کرکے مقام رضا پر فائز ہوگئے۔

۳۔ امام عالی مقام اورحقوق العباد کی ادائیگی

تیسرا حق جو ایک انسان کا دوسرے انسانوں سے متعلق ہے اور جس کی ادائیگی اس پر فرض اور واجب ہے، اس کے بارے میں قرآن فرماتا ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ. (المائدة، ۲:۵)

’’اور نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ (نافرمانی کرنے والوں کو) سخت سزا دینے والا ہے‘‘۔

امام عالی مقام نے میدان کربلا میں دیگر انسانوں سے متعلق جو حق ادا کیا، اس کو سمجھنے کے لیے اس زمانے کے حالات کو جاننا ضروری ہے۔ یہ دور وہ تھا کہ جب آقا علیہ السلام کے بعد خلفائے راشدین کا قائم کردہ نظامِ عدل، نظامِ سیاست، نظامِ معیشت اور نظامِ معاشرت الغرض سب نظاموں کو یزید نے تہہ و بالا کردیا تھا، لوگوں کی بے دریغ جانیں لی جانے لگیں، کرپشن کا بازار گرم تھا، خوف و ہراس کی کیفیت تھی، بدبخت یزید طاقت کو حق سمجھتا تھا، حیاء کا فقدان تھا، بے حیائی عام ہوگئی تھی، اسلامی شعائر اور اقدار کا مذاق اڑایا جاتا تھا، ہر وہ شے جو تاجدار کائنات نے عطا فرمائی تھی یہ اس کو ختم کرنے لگ گیا تھا۔ لوگ اس سے خوفزدہ تھے، ہر کسی کو اپنی جان کا خطرہ تھا، کسی میں ہمت نہ تھی کہ یزید کے سامنے حق کی آواز بلند کرسکے۔

انہی حالات پر کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

کھڑا ہے خاموش ہر کوئی یزید وقت کے آگے
اب حسین ہی چلا آئے تو کوئی بات چلے

ان حالات میں ہر ایک کی خاموش نگاہ اس شہزادہ رسول ﷺ پر تھی کہ یہی خانوادہ ہے، جو اس کو چیلنج کرسکتا ہے۔ اس خوف کے ماحول میں امام حسین نے علمِ حق بلند فرمایا۔ چیلنج کے ساتھ اس کی بیعت سے انکار کیا اور پھر اس کو علی الاعلان غلط کہا اور فرمایا کہ تم کرپٹ ہو، تم قاتل ہو، تم دین دشمن ہو، تم بے حیا ہو، تم اسلام کی اقدار ختم کرنے والے ہو۔

یہی وہ چیلنج تھا جو امام عالی مقام کو اپنے خانوادہ کے ساتھ میدان کربلا تک لے گیا اور وہاں پر پھر معرکہ بپا ہوا۔ معرکہ کربلا میں امام عالی مقام نے اپنی اور اپنے خانوادے کی جانوں کے نذرانے شاہانہ انداز سے پیش کرکے آپ نے دوسرے انسانوں کا حق بھی میدان کربلا میں ادا فرمادیا۔

کوئی کسی کا حق وقت دے کر ادا کرتا ہے۔۔۔ کوئی مال دے کر ادا کرتا ہے۔۔۔ کوئی کسی کا حق جان دے کر ادا کرتا ہے۔۔۔ مگر تاریخ انسانی میں ایسا حق کسی نے بھی ادا نہ کیا ہوگا کہ اپنی جان بھی دی، اپنے شہزادوں کی جان بھی دی بلکہ اپنے خانوادہ کے بہتر (72) تنوں کو قربان کردیا۔ امام عالی مقام شہید ہوکر بھی فتح یاب ہیں اور یزید اپنا تخت بچا کر بھی ہار گیا۔ اسی لیے آج ہر کوئی حسین حسین کرتا ہے اور یزید کا کوئی نام لیوا بھی نہیں ہے۔ یوں امام عالی مقام نے یہ تیسرا حق جو دوسرے لوگوں سے متعلق تھا وہ بھی میدان کربلا میں ادا فرمادیا۔

۴۔ امام عالی مقام اور کائنات سے متعلقہ حقوق کی ادائیگی

چوتھا حق انسان کا اس کائنات سے متعلق ہے جس میں ہم رہتے اور بستے ہیں، اس کے بھی کچھ حقوق ہیں جو انسان ادا کرتا ہے۔ جس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ. (آل عمران، ۱۹۰:۳)

’’بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور شب و روز کی گردش میں عقلِ سلیم والوں کے لیے (اللہ کی قدرت کی)

نشانیاں ہیں''۔

اس کائنات پر اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی بنیاد متضاد رویوں، جذبات اور اشیاء پر رکھی ہے۔ مثال کے طور پر رات ہے تو اس کے مدمقابل دن ہے، اندھیرے کے مدمقابل روشنی ہے، بدبو کے مدمقابل خوشبو ہے، جہالت کے مدمقابل علم ہے، ظلم کے مدمقابل امن ہے، استحصال کے مدمقابل استحکام ہے، نفرت کے مدمقابل محبت ہے، گمراہی کے مدمقابل ہدایت ہے۔

الغرض کائنات میں کوئی بھی شے ایسی نہیں ہے جس کے مدمقابل اللہ تعالیٰ نے کچھ پیدا نہ فرمایا ہو۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کائنات کا نظام ہی یہی ہے کہ وہ ایک شے پیدا فرماتا ہے اور پھر اس کے مدمقابل اس کا Opposite لاتا ہے۔ تاریخ میں جو جو شے Negative تھی خدا نے اس کا Positive پیدا فرمایا۔ کیونکہ اگر Negative کا Positive نہ آئے تو کائنات کا نظام رک جائے۔ اُس دور میں یزید Negativities کا مجموعہ تھا یہ کیسے ممکن تھا کہ اس کا Positive نہ آتا۔ امام عالی مقام نے یزید کے مدمقابل آکر نظام کائنات کو بچالیا۔ اگر روشنی نہ آئے اور اندھیرا برقرار رہے تو کائنات کا نظام تہہ و بالا ہوجائے۔ اسی طرح نمرود کے مد مقابل ابراہیمؑ نے آنا تھا کیونکہ کائنات کا نظام چلنا تھا، فرعون کے مقابلے میں موسیٰؑ نے آنا تھا کیونکہ کائنات کا نظام چلنا تھا، جب یزید تھا تو اس کے مد مقابل حسینؑ نے آنا تھا کیونکہ کائنات کا نظام چلنا تھا۔ یوں امام عالی مقام نے جہاں پر عبدیت کا حق، اپنی ذات کا حق اور دیگر انسانوں کا حق ادا کیا وہاں معرکۂ کربلا میں اس کائنات کا حق بھی ادا کردیا۔

بدبخت یزید بربریت کا استعارہ تھا اور امام عالی مقام انسانیت کی پہچان ہیں۔۔۔ وہ بدبخت خیانت کا نمائندہ تھا، امام عالی مقام امانت کے نمائندہ ہیں۔۔۔ یزید ظلم و جبر کا نمائندہ تھا اور امام عالی مقام عدل کی پہچان ہیں۔۔۔ یزید سراسر جفا تھا اور امام عالی مقام سراسر وفا ہیں۔۔۔ یزید مطلق العنانی کا نام تھا اور امام حسین مساوات انسانی کا نام ہیں۔۔۔ یزید حق تلفی کا نام تھا اور امام حسین حق دینے کا نام ہیں۔۔۔ یزید جان لینے کا نام تھا اور امام حسین جان دینے کا نام ہیں۔۔۔ یزید نفرت کا نام تھا اور امام حسین محبت کا نام ہیں۔۔۔ یزید دین اسلام اور مصطفیٰ ﷺ کا دشمن تھا اور امام عالی مقام اس دین کو بچانے والے اور مصطفیٰ ﷺ کے شہزادے ہیں۔ یہ وہ فرق تھا جس سے نظام کائنات ہمیشہ سے چل رہا ہے اور آئندہ بھی چلتا رہے گا۔

یہ واقعہ اللہ رب العزت کے علم میں تھا۔ اس کی خبر تاجدار کائنات ﷺ کو بھی تھی اور آپ ﷺ نے کئی غلاموں کو بھی اس سے آگاہ فرمادیا تھا۔ قربانیوں اور شہادتوں کے واقعات کے رونما ہونے کی داستان واقعہ کربلا سے قبل ہر ایک کے علم میں تھی مگر اس کے باوجود امام عالی مقام نے راہِ رخصت اختیار نہ کی بلکہ رضائے الٰہی اور رضائے مصطفیٰ ﷺ کے حصول کے لیے اور دین اسلام کی حفاظت کی خاطر راہِ عزیمت کے مسافر بنے اور اسلام کو قیامت تک کے لیے زندہ کردیا۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اہل بیت اطہار کو وہ مقام عطا فرمادیا کہ اہل بیت پاک کی محبت ہر مسلمان پر لازم قرار دے دی۔ اللہ نے اہل بیت کی قربانیوں کی داستان کو ایسا زندہ کیا کہ قیامت تک کوئی ان قربانیوں کی خاک تک بھی نہیں پہنچ پائے گا۔

اہل بیت سے تعلق کی جہات

اہل بیت پاک کی زندگیوں سے اہل ایمان کے دو طرح کے تعلق ہیں:

۱۔ ایک تعلیم و تربیت کا تعلق ہے کہ آپ نے ہمیں غیرت سے جینا سکھادیا، خوف سے جھکنا منع فرمادیا، ظالموں کے آگے ڈٹ کے کھڑا ہونا سکھادیا، مظلوم کا سہارا بننا سکھادیا، حق کے لیے ڈٹ کر مرجانا سکھادیا اور ظالم کے آگے نہ جھکنا آپ نے اپنے عمل سے سکھادیا۔

۲۔ دوسرا تعلق محبت کا ہے۔ آپ نے جو کربلا میں قربانیاں دی ہیں، ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں ان کی محبت واجب اور فرض کردی ہے، نہیں، ایسا نہیں ہے۔ بلکہ ان کی محبت اس لیے فرض کردی کیونکہ آپ کی ہستیاں ہیں ہی محبت کے قابل۔ ارشاد فرمایا:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى.

’’فرما دیجیے: میں اِس (تبلیغِ رسالت) پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا مگر (میری) قرابت (اور اللہ کی قربت) سے محبت (چاہتا ہوں)‘‘۔ (الشوریٰ، ۴۲:۲۳)

سیدنا غوث الاعظمؓ نے محبت کے تین درجے بیان کئے:

۱۔ سب سے کمزور محبت تقلیدی محبت ہے۔ یعنی دیکھا دیکھی کی محبت۔ اپنی محبت کو اسی طرف ڈال دیا جس طرف زمانہ جارہا ہے۔ سب سے زیادہ حملے بھی اسی پر ہوتے ہیں، کیونکہ اس کے پاس دلائل نہیں ہیں۔

۲۔ محبت کا دوسرا درجہ تحقیقی محبت ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی شخصیت کے کارہائے نمایاں دیکھے کہ فلاں شخصیت نے یہ قربانی دی ہے، اتنا کام کیا ہے، معاشرے کی فوز و فلاح کے لیے اتنے میادین میں کام کیا ہے، علمی، فکری، تربیتی، اصلاحی، معاشرتی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ اس وجہ سے ان سے پیار کرنا تحقیقی محبت ہے۔ یہ بھی کمزور درجہ ہے لیکن تقلیدی سے بہتر ہے۔ اس لیے کہ دلائل اکٹھے کرکے محبت قائم کی۔ یہ معیارِ محبت بھی مضبوط نہیں ہے، اس لیے ہوسکتا ہے کہ جن چیزوں کو دیکھ کر محبت کی تھی، اُن چیزوں کو زوال آگیا یا وہ اس درجہ کی نہ رہیں۔ مثلاً کسی کے حُسن کی وجہ سے اس سے محبت کی اور بعد ازاں بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے حُسن نہ رہا تو محبت بھی ختم ہوجاتی ہے۔

۳۔ سب سے اعلیٰ درجے کی محبت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے دل میں ڈالی جاتی ہے۔ یہ محبت نہ کسی تحقیقی امور کی طلبگار اور نہ بھیڑ چال کو دیکھتی ہے۔ چاہے کوئی زمانے میں اکیلا ہی کیوں نہ کھڑا ہو، ہر کوئی اس کی مخالفت ہی کیوں نہ کررہا ہوحتی کہ سارا جہاں اس کے خلاف ہوجائے مگر پھر بھی اس کی محبت نہ ڈگمگائے۔ یہ محبت سب سے اعلیٰ درجے کی ہے بلکہ محبت کا کمال ہے جس پر پھر کوئی حملہ آور نہیں ہوسکتا۔

اہل بیت پاک سے محبت کا درجہ یہ ہونا چاہئے کہ دن ہو یا رات ہر وقت ان سے والہانہ اور جنونی پیار ہو، ان سے محبت کا تذکرہ ہو، ان کے بارے میں محبت بھری باتیں ہوں، ان کا نام سنیں تو دل مچل اٹھے، امام عالی مقام یاد آئیں تو آنکھیں چھلک پڑیں۔ اس طرح کی محبت ہوجائے تو یہ محبت وہ ہوگی جو اللہ نے دلوں میں ڈالی ہے۔ لہٰذا اپنے ایمان اور محبت کو اعلیٰ درجے پر قائم کریں، نہ تقلیدی رہنے دیں اور نہ تحقیقی۔ سارا جہاں کیوں نہ مخالفت کررہا ہو پھر بھی ڈٹ کر اور جم کر اہل بیت کے ساتھ کھڑے رہیں۔ شہادت امام عالی مقام کا یہی پیغام ہے کہ غیرت و حمیت سے جینا ہے اور آقا علیہ السلام اور اہل بیت اطہار سے والہانہ محبت کرنا ہے۔

❁❁❁❁❁

عوام کی بنیادی ضروریات اور اسلامی تعلیمات

اسلام حکومت کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ ضرورت مند بندگانِ خدا کی بنیادی ضروریات کا حکومتی وسائل و اختیارات سے معقول بندوبست کرے

ڈاکٹر حافظ محمد سعد اللہ

شرعاً بنیادی ضروریات کیا ہیں؟ ان کی مقدار کیا ہے؟ شریعت محمدیہ ﷺ میں ان کی کتنی اہمیت ہے اور اس معاملے میں حکومت کی ذمہ داری کیا ہے؟ اس بارے میں جاننے سے قبل یہ معلوم ہونا چاہئے کہ انسان کی بنیادی اور واقعی ضروریاتِ زندگی یا فقہاء کی زبان میں حوائجِ اصلیہ جن کے بغیر آدمی کا زیادہ دیر زندہ رہنا عام حالات میں مشکل ہوتا ہے، وہ کیا ہیں؟ حوائج اصلیہ میں بالعموم درج ذیل چار چیزیں شمار کی جاتی ہیں:

روٹی، پانی، لباس اور مکان (بدائع الصنائع، ابوبکر کاسانی، ۴:۳۸)

انہی کے ذیل میں چند اور چیزیں بھی فقہاء کے نزدیک حوائج اصلیہ میں داخل ہیں۔ مثلاً: علاج معالجہ کے لیے طبیب کا معاوضہ، دوا کی قیمت، بیمار کے لیے خادم، کھانے پینے کے برتن، چولہا، گیس، ایندھن، جوتے، موسم کی مناسبت سے کپڑے، سالن پکانے کی متعلقہ اشیاء، گھر کا ضروری سامان، چارپائیاں، موسم کے مطابق بستر وغیرہ۔ کام کاج کے لیے خادم، سواری، کاریگروں کے لیے اس فن کے آلات، روشنی کے لیے دیا، علماء کے مطالعہ کے لیے کتابیں وغیرہ (ہدایہ، مرغینانی، ۱:۹۴۵)

بنیادی ضروریات کی مقدار

جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ ایک انسان کے لیے بنیادی ضروریات زندگی کی کتنی مقدار درکار ہوتی ہے؟ تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ بنیادی ضروریات زندگی یعنی کھانا، پینا، کپڑا اور مکان وغیرہ کی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ کسی متعین مقدار اور نوعیت پر کوئی نص نظر نہیں آتی۔ تاہم قرآن مجید نے بیویوں کے نفقہ اور دیگر احکام میں ''بالمعروف'' کا جامع لفظ استعمال کیا ہے۔ (سورۃ البقرہ: ۲۳۳) یعنی اس نفقہ (روزینہ یا خرچہ) کی جزئیات و تفصیلات علاقہ، برادری یا لوگوں کے عام شریفانہ عرف اور دستور کے مطابق طے کی جائیں گی جو کسی قاعدہ شرعی کے خلاف نہ ہوں۔

ایک حدیث سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ یہ ضروریات حالات کی مناسبت سے اتنی مقدار میں لازم ہیں جتنی ایک آدمی کو بقدر ضرورت کافی ہوں۔ جس میں نہ افراط ہو نہ تفریط، چنانچہ حضرت ابوسفیان بن حربؓ کی بیوی ہندہ نے ایک مرتبہ بارگاہ نبوی ﷺ میں جب یہ شکایت کی کہ ان کا خاوند کنجوس آدمی ہے، وہ کھانے کو اتنا نہیں دیتا جو مجھے اور بچوں کے لیے کافی ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا:

خذی من مال ابی سفیان ما یکفیك وولدك بالمعروف. (بخاری، صحیح، ۵:۲۰۵۲، رقم:۵۰۴۹)

''تو ابوسفیان کے مال سے اتنا لے لیا کر جو تجھے اور تیرے بچوں کے لیے دستور کے مطابق کفایت کر جائے''۔

الغرض ضروریات میں اصولی چیز احتیاج کا لحاظ رکھنا ہے۔ جس آدمی کی جتنی احتیاج اور ضرورت ہوگی، اتنی ہی مقدار اس کے لیے لازمی ہوگی۔

حکومت کی ذمہ داری

نفلی صدقات، خیرات، مالی کفارات، ضرائب، خمس، خراج،

جزیہ، قانون وصیت، قانون وقف اور تقسیم عفو وغیرہ سے شریعت اسلامیہ کا مقصود یہ ہے کہ اسلامی حکومت کے اندر بسنے والے ہر شہری کی بلا امتیاز و تفریق کم از کم بنیادی ضروریات زندگی پوری ہوتی رہیں۔ اگر کوئی آدمی ان ضروریات سے بوجوہ محروم ہوگا تو حکومت کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس کو یہ ضروریات مہیا کرے۔

اسلامی ریاست نے اپنے کسی باشندے کو یہ محسوس تک نہ ہونے دیا کہ وہ تنہا یا لاوارث ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اعلان عام فرمادیا تھا:

انا ولی من لاولی له.

''جس کا کوئی ولی نہیں، میں اس کا ولی ہوں''۔

نص کے تتبع سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی حکومت کی قلمرو میں بسنے والا کوئی چھوٹا بڑا فرد چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم (ذمی) جب زمین میں پھیلے ہوئے رزقِ الٰہی میں سے نہ اپنے ہاتھ سے اور نہ اپنے وسائل سے اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کرسکے اور نہ اسے اپنے اقرباء و دیگر باشندوں کی مالی امداد حاصل ہو تو اسلام حکومت کو اس بات کا پابند بناتا ہے اور اس کی ایک اہم ذمہ داری قرار دیتا ہے کہ وہ ایسے ضرورت مند بندگانِ خدا کی بنیادی ضروریات کا اپنے حکومتی وسائل و اختیارات سے از خود معقول بندوبست کرے۔

محروم المعیشت لوگوں کو اپنی ضروریات کے لیے سرکاری دفاتر کے چکر نہ لگانا پڑیں کیونکہ افراد معاشرہ کو بنیادی ضروریات کی فراہمی اسلامی حکومت کا فرض ہے۔ اس کے عوض وہ افراد سے کسی خدمت یا معاوضے کی طالب نہیں ہوتی۔ اسلام بنیادی ضروریات کی فراہمی سودے بازی کی بنیادوں پر نہیں کرتا۔ اس سلسلے میں اسلام اور سوشلزم کے درمیان بنیادی فرق ہی یہ ہے کہ سوشلزم بنیادی ضروریات فراہم کرتا ہے مگر افراد کی صلاحیت کار کی قیمت کے طور پر، ان کو روٹی کپڑا اور مکان مہیا کرتا ہے مگر جانوروں کی طرح ان سے دن رات کام لے کر، اس کے بالمقابل اسلام افرادِ معاشرہ کو بنیادی ضروریات ان کا انسانی حق سمجھ کر فراہم کرتا ہے اور ان کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے صلاحیت کار کو جہاں چاہیں استعمال کریں اور پوری آزادی کے ساتھ زندگی کی دوڑ میں حصہ لیں۔

اسلام میں حکمران (خلیفہ) یا حکومت (خلافت) فرمانروائے اعلیٰ (خداوند عرش) کی نمائندگی نیابت کا نام ہے۔ ظاہر ہے نائب یا قائم مقام یا خلیفہ کے فرائض اور ذمہ داریوں میں وہ تمام ذمہ داریاں شامل ہوں گی جو اس کا اصل یعنی خلیفہ بنانے والا سرانجام دیتا ہے تو رب العالمین جس نے حکومت یا حکمران کو اپنا خلیفہ بنایا ہے، اس نے از راہ شفقت و کرم ایک بات یہ بھی اپنے ذمہ لے رکھی ہے کہ:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا . (هود،۱۱:۶)

''اور زمین میں کوئی چلنے پھرنے والا (جاندار) نہیں ہے مگر (یہ کہ) اس کا رزق اللہ (کے ذمۂ کرم) پر ہے''۔

اسی چیز کو نبی اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں یوں بیان فرمایا:

الخلق عيال الله (مشكوة المصابيح، ص: ۴۲۵)

''تمام مخلوق اللہ کا عیال (کنبہ) ہے''۔

اور کسی کے ''عیال'' لغت میں ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جن کے نان نفقہ کی ذمہ داری اس کے سپرد ہوتی ہے۔ تو جب ساری مخلوق اللہ کا کنبہ (عیال) قرار پائی اور ان کے نان نفقہ یا ضروریات زندگی کو پورا کرنا اس کی ذمہ داری ہوئی تو اللہ کے خلیفہ (حکومت) کی بھی ذمہ داری ہوگی کہ اس کی قلمرو میں کوئی متنفس بھوکا پیاسا نہ رہے۔ مشہور حنفی فقیہ سید علی زادہ نے امیر حکومت کے فرائض بتاتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

ولا يدع فقيرا فى ولايته الا اعطاه ولا مديونا الا قضى عنه دينه ولا ضعيفا الا اعانه ولا مظلوما الا نصره ولا ظالما الا منعه عن الظلم ولا عاريا الاكساه كسوة.

(اسلام کا اقتصادی نظام، از مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، ص: ۱۲۹، ۱۳۰)

''وہ اپنی مملکت کے اندر کوئی ایسا فقیر نہ چھوڑے جس کو عطا نہ کرے اور کوئی ایسا مقروض نہ چھوڑے جس کی طرف سے قرض کو ادا نہ کردے اور کوئی کمزور نہ چھوڑے مگر یہ کہ اس کی مدد کردے اور کوئی مظلوم نہ چھوڑے مگر یہ کہ اس کی مدد کرے اور نہ کسی ظالم کو ظلم کرنے دے اور کوئی ننگا نہ چھوڑے جس کو پہنا نہ دے''۔

المختصر اسلامی نقطہ نگاہ سے دو باتیں انتہائی قابل لحاظ ہیں:

۱۔ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔

۲۔ تمام انسان اللہ کے نزدیک برابر ہیں۔

اب وہ اونچے طبقہ کے ہوں یا نیچے طبقے کے۔ اللہ ان کا پروردگار اور فرمانروا ہے اور وہ اس کے بندے اور رعایا ہیں۔

اسلامی حکومت معاشی زندگی کے دائرہ میں ان دونوں باتوں کا لحاظ رکھنے پر مامور ہے۔ ایک تو اللہ کے کنبے کا کوئی فرد کھانے، کپڑے اور مکان وغیرہ سے محروم نہ رہے، دوسرے اللہ کے بندوں میں سب کو انسانیت کے عام حقوق میں برابر کا سمجھا جائے۔ اگر کوئی اسلامی حکومت اس کا خیال نہیں رکھے گی تو انسانیت کے بلند درجے سے گرجائے گی اور اخروی باز پرس میں ماخوذ ہوگی۔

غالبًا اسی ذمہ داری کو مدنظر رکھتے ہوئے امیرالمومنین حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا تھا:

لو ماتت شاة علی الفرات ضائعة لظننت ان الله سائلی عنها یوم القیامة. (ابن جوزی، سیرت عمر بن الخطاب، ص ۱۶۱)

’’اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی بکری بھی بے سہارا ہونے کی وجہ سے مرجائے تو میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے بارے میں مجھ سے جواب طلبی فرمائے گا‘‘۔

گویا اسلام میں خلیفہ ان تمام لوگوں کی بنیادی ضروریات کا ذمہ دار اور کفیل ہے جن کا معاشرے میں اور کوئی ذمہ دار یا کفیل نہ ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الله ورسوله مولی من لاولی له.

(جامع ترمذی، ابواب الفرائض، باب ماجاء فی میراث المال)

’’اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہر اس آدمی کا مددگار یا سرپرست ہے جس کا کوئی والی وارث نہ ہو‘‘۔

ایک حدیث میں فرمایا:

السلطان ولی من لاولی له.

(جامع ترمذی، ابواب النکاح باب ماجاء لانکاح الابولی)

’’بادشاہ (یا حکومت) ہر اس آدمی کا سرپرست ہے جس کا کوئی سرپرست نہ ہو‘‘۔

امام غزالیؒ لکھتے ہیں: ’’سلطان پر واجب ہے کہ جب اس کی رعایا تنگی میں مبتلا ہو اور فاقہ اور مصیبت سے دوچار ہو تو ان کی مدد کرے۔ بالخصوص قحط اور گرانی کے زمانہ میں کیونکہ ایسے حالات میں لوگ کسبِ معاش میں ناکام رہتے ہیں اور گذر اوقات کرنا دشوار ہوجاتا ہے۔ ایسے حالات میں سلطان کو چاہئے کہ ان کو کھانا فراہم کرے اور ان کے خزانے سے انہیں مال دے کر ان کی حالت بہتر بنائے‘‘۔ (امام غزالی، التبر المسبوک، ص ۹۴)

جصاص نے احکام القرآن میں سورۃ یوسف کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے:

’’اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت یوسفؑ کا جو قصہ سنایا ہے اور ان کے بارے میں قحط کے زمانہ میں غذائی اشیاء کو محفوظ کرکے انسانوں میں بقدرِ ضرورت تقسیم کرنے کا جو واقعہ نقل کیا ہے، وہ اس بات پر دلیل ہے کہ ہر زمانہ میں حکمرانوں پر یہ واجب ہے کہ جب ان کو اندیشہ ہو کہ قحط کے سبب عوام ہلاک ہوجائیں گے تو ایسا ہی طریقہ اختیار کریں‘‘۔ (جصاص، احکام القرآن، ج:۳، ص:۱۷۶)

دورِ نبوی ﷺ میں ضروریاتِ زندگی کا انتظام

بنیادی ضروریات کی فراہمی میں نبی اکرم ﷺ نے اپنے وسائل کے اندر نہایت ہی خوبصورتی سے ضرورت مند لوگوں کی بنیادی ضروریات کا انتظام فرمایا۔

سورۃ الاحزاب کی آیت ۶: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ . (یہ نبی (مکرّم ﷺ) مومنوں کے ساتھ اُن کی جانوں سے زیادہ قریب اور حقدار ہیں) کے تحت علامہ آلوسی نے روح المعانی میں اور قرطبی نے الجامع الاحکام القرآن میں بخاری کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب فتوحات ہونے لگیں اور بیت المال میں مال غنیمت آنے لگا تو آپ نے مذکورہ آیت کا حوالے دیتے ہوئے اعلانِ عام فرمایا:

من مات وترك مالا فلیرثه عصبته من کانوا فان ترك دینا او ضیاعا فلیاتنی فانا مولاه. (صحیح بخاری، کتاب فی الاستقراض باب الصلوة علی من ترك دنیا)

’’جو مومن بھی مال چھوڑ کر مرے گا اس کے وارث اس کے عصبہ (قریبی رشتہ دار) ہوں گے اور اگر وہ اپنے ذمہ دین (قرض) چھوڑ کر مرا یا بچے (جن کے پاس کچھ بھی نہ ہو) چھوڑ کر مرا تو وہ دین اور یتیم بچے میرے ذمہ ہیں اور میں ہی ان کا والی ہوں۔ یعنی ان کی کفالت کروں گا اور ان پر مال خرچ کروں گا‘‘۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اعلان آج کے کسی مطلب پرست خودغرض ابن الوقت اور مصنوعی خیرخواہ سیاستدان کا نہ تھا۔ جو ووٹ کی خاطر دورانِ الیکشن طرح طرح کے سبز باغ دکھاتا اور پرکشش وعدے اور اعلان کرتا ہے اور جب غریب کے ووٹ سے اسمبلی میں پہنچ جاتا ہے تو اس کے بعد اس منافق اور مفاد پرست کی حالت کچھ یوں ہوتی ہے کہ تو کون اور میں کون۔ مندرجہ بالا اعلان یا بیان اس لجپال غریب نواز اور یتیم پرور وغریب پرور رسول ﷺ کا تھا جو زبانی دعووں کے نہیں بلکہ عمل اور صرف عمل کے قائل تھے۔

آپ ﷺ نے کبھی بھی محض وعظ و نصیحت اور غریبوں، کمزوروں، بھوکوں اور مظلوموں کے حق میں زوردار تقریر پر اکتفا نہیں کیا۔ صرف زبانی الفاظ اور جھوٹ موٹ کے ٹسووں سے غریب لوگوں کو کبھی بہلانے کی کوشش نہ فرمائی کیونکہ تقریر سے کسی بھوکے کا پیٹ نہیں بھرا کرتا، نہ تقریر سے مصیبت زدہ اور مظلوم کی داد رسی ہوا کرتی ہے اس لیے آپ ﷺ ہمیشہ زبان سے زیادہ عمل کے ذریعے غرباء و مساکین کی ہر طرح سے امداد، ہمدردی، غمخواری اور دلداری فرماتے رہے۔ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی آپ ﷺ کی یہی عادت کریمہ تھی اور بعثت کے بعد بھی ساری زندگی یہی معمول رہا۔

دورِ نبوی کی عام مالی پالیسی

عہدِ نبوت میں مالیات سے متعلق عام طور پر حضور اکرم ﷺ کی ذاتی اور سرکاری پالیسی یہی نظر آتی ہے کہ جو کچھ آتا جب تک خرچ نہ کردیا جاتا اس وقت تک آپ ﷺ کو چین نہ آتا۔ حاصل ہونے والا مال فوری طور پر ضرورت مندوں اور حقداروں میں تقسیم کردیا جاتا۔ اس چیز کی تائید خادمِ خاص حضرت انسؓ سے مروی صحیح بخاری کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ:

بحرین سے خراج اور جزیے کا مال بارگاہ نبوی ﷺ میں پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس مال کو مسجد (کے صحن) میں پھیلادو۔ بقول راوی حضور ﷺ کے پاس جتنے بھی اموال آئے، ان میں یہ سب سے زیادہ تھا۔ (محدثین نے ایک لاکھ درہم کا اندازہ لگایا ہے) جب آپ ﷺ نماز کے لیے باہر تشریف لائے تو (اپنی طبعی سیر چشمی اور غنائے نفس کی وجہ سے) مال کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ جب نماز ہوچکی تو آپ ﷺ مال کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ پس جو بھی نظر آتا اسے (اس کی ضرورت کے مطابق) عنایت فرمادیتے۔ آپ اس وقت تک وہاں سے نہ اٹھے جب تک کہ سارا مال تقسیم نہ ہوگیا اور ایک درہم بھی باقی نہ بچا۔

ایک دوسری روایت میں ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ خوب جانتی ہوں کہ حضور ﷺ کے وصال تک کی مبارک زندگی میں (آپ ﷺ کے گھر میں) سب سے زیادہ مال کب آیا؟ آپ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رات کے پہلے حصے میں آپ ﷺ کے پاس ایک تھیلی آئی جس میں آٹھ سو درہم اور ایک پرچہ تھا، وہ تھیلی آپ ﷺ نے میرے پاس بھیج دی۔ اس رات آپ کے قیام کی میرے ہاں باری تھی۔ آپ ﷺ عشاء کے بعد گھر واپس تشریف لائے اور حجرہ شریف میں اپنی نماز کی جگہ میں نماز شروع کردی۔ میں نے آپ ﷺ کے لیے اور اپنے لیے بستر بچھایا ہوا تھا۔ میں آپ کا انتظار کرنے لگی لیکن آپ بہت دیر تک نماز پڑھتے رہے۔ نماز کے بعد آپ اپنی نماز کی جگہ سے باہر تشریف لائے اور پھر وہیں واپس چلے گئے اور نماز شروع کردی۔ اس طرح بار بار کرتے رہے، یہاں تک کہ فجر کی اذان ہوگئی۔ آپ نے مسجد میں جاکر نماز پڑھائی اور پھر واپس تشریف لائے اور فرمایا وہ تھیلی کہاں ہے جس نے آج ساری رات مجھے پریشان کیے رکھا؟ چنانچہ تھیلی منگوائی اور اس میں جو کچھ تھا وہ سب تقسیم فرمادیا۔

(الہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۲۵)

حکومتِ نبوی ﷺ میں عطاء و بخشش کا معیار

دنیا میں عام حکومتوں اور حضور ﷺ کی مالی پالیسیوں میں یہ فرق تھا کہ عام سلطنتوں میں محاصل کی عطاء و بخشش شاہانہ تقرب اور عیش پسند امراء کے موروثی استحقاق اور سعی و سفارش کی بنا پر ہوتی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ دولت مندوں کی دولت مندی اور فقراء کی محتاجی میں اضافہ ہی ہوتا جاتا تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے احکامِ الٰہی کے تحت جو اسلامی نظام قائم فرمایا اس میں دولت مندی اور تقرب نہیں بلکہ حاجت اور ضرورت کو معیار قرار دیا گیا کیونکہ ضعفاء کا حق اقویاء کے مقابلہ میں زیادہ توجہ کے قابل تھا۔ عرب میں لونڈیوں اور غلاموں کا کوئی حق نہ تھا لیکن آپ ﷺ نے

حقوق میں ان کو بھی آزاد لوگوں کے ساتھ حصہ دیا۔

سلطنت کی آمدنی اور محاصل کو دیگر بادشاہوں کے برعکس آپ ﷺ کس طرح امانت تصور فرماتے اور کس طرح عام مسلمانوں کی ضرورت میں خرچ فرماتے؟ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ سلطنت کے مفتوحات و محاصل کو دنیا کے بادشاہوں نے ہمیشہ اپنی ذاتی ملک سمجھا اور اپنے ذاتی و خاندانی عیش و آرام کے سوا ان کا کوئی دوسرا مصرف نہ تھا اور اگر وہ اس میں سے دوسروں کو کچھ دیتے تھے تو اس کو اپنا احسان سمجھتے تھے۔ لیکن جو نظامِ سلطنت اسلام نے قائم کیا تھا، اس میں سلطنت کے سارے محاصل مال اللہ یعنی اللہ کا مال کہلاتے تھے اور صرف بیت المال کی ملکیت تھے اور مسلمانوں کے لیے تھے۔ زکوٰۃ، صدقہ، خراج اور جزیہ جو کچھ وصول ہوتا تھا وہ اگرچہ بحیثیت امیر سلطنت سب کا سب آپ ﷺ کے ہاتھ میں آتا تھا لیکن آپ ﷺ نے اس کو اپنی نہیں بلکہ باختلاف شرائط عام مسلمانوں کی ملکیت قرار دیا اور کبھی اس کو اپنے شخصی تصرف میں نہیں لائے۔ زکوٰۃ کی ساری رقم اپنے اور اپنے اہل و عیال اور اپنے خاندان بنو ہاشم پر حرام فرمادی اور اس کو بحکم الٰہی عام غرباء اور اہل حاجت کا حق قرار دیا اور اس کو اعلانیہ ظاہر فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

ما اوتیکم من شئی وما امنعکم ان انا الا خازن اصنع حیث ما امرت۔ (ابوداؤد، ج۲، ص۱۵، کتاب الخراج والامارۃ)

’’میں تم کو نہ کچھ دے سکتا ہوں نہ کچھ روک سکتا ہوں۔ میں صرف خزانچی ہوں۔ جس موقع پر صرف کرنے کا مجھے حکم دیا جاتا ہے وہاں صرف کرتا ہوں‘‘۔

دوسرے موقع پر فرمایا:

انما انا قاسم واللہ یعطی.

’’میں تو صرف بانٹنے والا ہوں دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے‘‘۔

غنیمت کا مال بھی مجاہدوں ہی کو دے دیا جاتا تھا اور حضور ﷺ کو صرف ایک خمس یعنی پانچویں حصے پر تصرف کا اختیار ہوتا تھا۔ اس تصرف کے معنی یہ ہیں کہ اس حصے سے حضور ﷺ اپنے اہل بیت کے علاوہ ان نادار اور محتاج مسلمانوں کو دیا کرتے تھے جن کو جنگ کے قواعد کی رو سے مال غنیمت سے نہیں مل سکتا تھا۔ اس طرح لڑائی کے بغیر جو علاقہ اسلام کے تصرف میں آتا تھا وہ حضور ﷺ کے تصرف میں گو براہ راست دے دیا جاتا لیکن اس تصرف کا مقصد بھی یہی ہوتا تھا کہ حضور ﷺ اس کی آمدنی اپنی صوابدید سے اپنی خانگی ضروریات میں صرف فرمانے کے بعد اسلام کی ضروریات ہی میں صرف فرماتے تھے اور اعلان فرمایا تھا کہ یہ مسلمانوں کی ضروریات ہی میں صرف ہوگی۔

اللہ کریم نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین اور رؤف و رحیم بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔ مخلوقِ خدا کی ہمدردی، غمگساری، خیر خواہی اور شفقت و رحمت آپ ﷺ کی طبیعتِ ثانیہ تھی۔ کیسے ممکن تھا کہ آپ ﷺ ضرورت مندوں، محتاجوں، غریبوں، مسکینوں، کمزوروں اور بھوکوں کی معاشی فلاح کا کوئی انتظام نہ فرماتے۔

آپ ﷺ کی ذاتی غمخواری اور دردمندی کا یہ عالم تھا کہ جب تک بھوکے کو کھانا نہ کھلالیتے، ننگے کو کپڑا مہیا نہ فرمالیتے، مصیبت زدہ کی مصیبت دور نہ فرمالیتے، پریشان حال کی پریشانی کا علاج نہ فرمالیتے، ضرورت مند کی ضرورت نہ پوری فرمالیتے، محتاج کی احتیاج کا بندوبست نہ فرمالیتے، مشکل میں پھنسے ہوئے کو مشکل سے نہ نکال لیتے، درد سے کراہنے والوں کو چپ نہ کرالیتے، مظلوم کو ظلم سے نجات نہ دلوالیتے، خوف زدوں کے خوف کو دور نہ فرمالیتے، مقروض لوگوں کی ادائیگی قرض کا کوئی انتظام نہ فرمالیتے، یتامیٰ و بیوگان کی دیکھ بھال کی کوئی صورت پیدا نہ فرمالیتے، بے آسرا اور بے سہارا لوگوں کے لیے کوئی آسرا اور سہارا نہ بنا لیتے، مسافر و اجنبی کو ٹھہرا نہ لیتے، نہ کما سکنے والوں کی زیست کی کوئی شکل نہ بنالیتے، اس وقت تک آپ ﷺ کی ذات گرامی کو چین نہ آتا۔

یہ محض لفاظی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ حضور ﷺ کی اس شفقت علی الخلق ﷺ اور انسانیت کے ساتھ ہمدردی و غمخواری کے طبعی جذبہ کی طرف قرآن نے یوں اشارہ کیا ہے:

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ. (التوبۃ، ۹:۱۲۸)

’’تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں گزرتا ہے، (اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لیے نہایت (ہی) شفیق

(مانچسٹر میں قرآنک انسائیکلو پیڈیا کی عظیم الشان تقریبِ رونمائی)

قرآن انسانیت کی فلاح اور بقا کا ضامن ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

اسلام امن پسند ہے، برطانیہ کے ممتاز اخبار ''دی ٹائمز'' کی انسائیکلو پیڈیا پر خصوصی رپورٹ

لارڈ میئر مانچسٹر عابد لطیف چوہان، افضل خان (ایم پی)، کارل آرنڈل، علامہ طاہر محمود کیانی

ڈاکٹر غزالہ حسن قادری، ڈاکٹر مصطفیٰ بیگ قادری، شیخ سید زاہد حسین شاہ، سوامی وشوا آنند کا خطاب

رپورٹ: نوراللہ صدیقی

منہاج القرآن انٹرنیشنل یو کے کے زیر اہتمام 04 اگست 2019ء کو مانچسٹر میں قرآنی انسائیکلو پیڈیا (انگریزی ورژن) کی عظیم الشان تقریب رونمائی منعقد ہوئی۔ تقریب رونمائی میں برطانیہ، یورپ اور نارتھ امریکہ سے 1 ہزار سے زائد نوجوان خواتین و حضرات شریک ہوئے۔ تقریب کی صدارت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کی۔ تقریب میں سیاسی، صحافتی، سماجی، مذہبی شخصیات کے علاوہ تحریک منہاج القرآن کے مرکزی قائدین خصوصی طور پر شریک ہوئے۔

تقریب رونمائی سے لارڈ میئر مانچسٹر عابد لطیف چوہان، افضل خان (ایم پی)، بین الاقوامی شہرت یافتہ سینئر صحافی کارل آرنڈل، علامہ طاہر محمود کیانی، ڈاکٹر غزالہ حسن قادری، ڈاکٹر مصطفےٰ بیگ قادری، شیخ سید زاہد حسین شاہ، امام قاری عاصم (سینئر امام مکہ مسجد)، ڈاکٹر جولین ہرگرویز (ریسرچ فیلو یونیورسٹی آف کیمبرج)، کونسلر یاسمین ڈار (ممبر آف لیبر پارٹی یو کے)، سوامی وشوا آنند نے خطاب کیا۔ قرآنی انسائیکلو پیڈیا کی تقریب میں چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ظہور احمد قادری نیازی، ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، جی ایم ملک، مفتی حسن رضا، شیخ حماد مصطفیٰ، شیخ احمد مصطفیٰ العربی، سید علی عباس بخاری، تحسین خالد، فیصل خان نے خصوصی شرکت کی۔

قرآنک انسائیکلو پیڈیا کی تقریب رونمائی کی روداد پر برطانیہ کے ممتاز اخبار ''دی ٹائمز'' نے خصوصی رپورٹ شائع کی اور قرآنک انسائیکلو پیڈیا کے علمی کام پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو خراج تحسین پیش کیا۔ دی ٹائمز کے مذہبی افیئرز کے کارسپانڈنٹ ''مسٹر کایا برجس'' نے لکھا کہ

قرآنک انسائیکلو پیڈیا انگریزی ورژن کے ذریعے اس امر پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی کہ اسلام کن بنیادوں پر ایک پر امن مذہب بیان کیا جاتا ہے۔ قرآن پاک کی 114 سورتیں اور 6 ہزار سے زائد آیات محض اظہار بیان نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ اسلام نان مسلم اور خواتین کے حقوق کا علمبردار ہے، قرآن امن اور مفاہمت کا داعی ہے۔ اسلام لاقانونیت، انارکی اور جارحیت کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام کے تصور جہاد پر دی ٹائمز کے رپورٹرز نے ہیڈ لائن میں لکھا کہ قرآنی آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ جب جنگ مسلط کر دی جائے تو وہ اس وقت ردعمل دے سکتا ہے اور ردعمل دیتے ہوئے بھی وہ بیان کی گئی حدود عبور نہیں کر سکتا۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں مزید لکھا کہ اگر دشمن امن چاہے تو اس سے لڑنے کی ممانعت ہے۔

انسائیکلو پیڈیا کی تقریب رونمائی کی رپورٹ میں ''دی ٹائمز'' نے یہ بھی لکھا کہ خواتین کے حقوق پر باب شامل ہے کہ خواتین کو معاشی سرگرمیوں کا حصہ بننے کا حق حاصل ہے۔ انہوں نے منہاج القرآن کی یو کے میں فروغ امن کیلئے خدمات کا بھی ذکر کیا کہ منہاج القرآن ایک غیر سرکاری تنظیم ہے جو انتہا پسندی کے خلاف اپنی تربیتی خدمات انجام دے رہی ہے۔

رپورٹر نے قرآنی انسائیکلو پیڈیا کے حوالے سے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ انسائیکلو پیڈیا 7 ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ قرآن پاک کی آیات کو ہزاروں موضوعات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ امن کے موضوع پر رقم باب کی آیات میں عدم تشدد، محبت، رواداری، مسلمانوں کے غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات، انسانی عظمت اور قتل سے منع کیا گیا ہے۔انہوں نے قرآن میں خواتین کے مساوی حقوق کا بھی ذکر کیا۔انہوں نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خطاب کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ انکا موقف ہے کہ نفرت کا پرچار کرنیوالے سیاق وسباق سے ہٹ کر آیات کے مفاہیم پیش کرتے ہیں جن کا حقیقی آیات سے تعلق نہیں ہے اور یہ کہ دہشتگردی کو اسلام سے جوڑنے والے کم عمر بچوں کو برین واش کر کے انتہا پسندی اور دہشتگردانہ کارروائیوں کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

برطانیہ میں قرآنک انسائیکلو پیڈیا کی تقریب رونمائی کا انعقاد بلا شبہ قرآن کی ایک عظیم خدمت ہے اس پر منہاج القرآن انٹرنیشنل یو کے بجا طور پر مبارکباد کی مستحق ہے۔تقریب کی کامیابی میں مثالی انتظامات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ منہاج ٹی وی اور سوشل میڈیا ٹیم نے اس کامیاب تقریب کو دنیا بھر کے منہاج القرآن کے وابستگان تک پہنچایا، اس پر وہ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔قرآنک انسائیکلو پیڈیا کی تقریب رونمائی میں بڑی تعداد نوجوانوں کی تھی ،انکا جوش و جذبہ اور ولولہ بتا رہا تھا کہ انہیں قرآن سے محبت ہے اور وہ منہاج القرآن کے توسط سے قرآن وسنت کی تعلیمات سے جڑے ہوئے ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنے مفصل خطاب میں قرآنک انسائیکلو پیڈیا کے امتیازات اور خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ امت مسلمہ کا خوشحال مستقبل قرآنی احکامات پر عملدرآمد سے جڑا ہے ۔قرآن مجید میں نباتات، حیوانات، فلکیات، جمادات اور انسانیت سے متعلق رہنمائی اور ہر سوال کا جواب موجود ہے ۔اسلام امن،محبت اور رواداری کی بات کرتا ہے اسلام غیر مسلموں،خواتین اور سوسائٹی کے کمزور طبقات کے حقوق کا محافظ ہے۔اسلام کو جنگ و جدل اور اپنے مخصوص مادی یا نظریاتی گمراہی کیلئے استعمال کرنیوالے اسلام کی حقیقی تعلیمات سے بہت دور ہیں۔

قرآنی انسائیکلو پیڈیا کی بے مثال پذیرائی سے یہ حوصلہ اور دل کو اطمینان ملا ہے کہ الحمدللہ نوجوان نسل قرآن سے جڑی ہوئی ہے اور نئی نسل تکفیری نظریہ سے نہ صرف آگاہ ہو چکی ہے بلکہ اس کے خلاف ایک ڈھال بن چکی ہے۔ اردو میں تالیف کیے گئے انسائیکلو پیڈیا کی بے پناہ پذیرائی کے بعد انگریزی زبان میں ترجمہ کی ڈیمانڈ کی گئی تھی، الحمدللہ اس عظیم کاوش میں بھی اللہ تعالیٰ نے سرخرو کیا۔قرانک انسائیکلوپیڈیا کی انفرادیت یہ ہے کہ قرآن مجید میں زیر بحث آنے والے تمام احکامات ربانی کی ایک فہرست مرتب کر دی گئی ہے، جس کی مدد سے عام پڑھا لکھا مسلمان متعلقہ موضوع تک آسان رسائی حاصل کرسکتا ہے۔

اردو زبان میں تالیف کیے گئے قرآنی انسائیکلو پیڈیا کے ہزاروں والیمز خریدے گئے، یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں اس کی تقریبات رونمائی منعقد ہوئیں جو ایک ریکارڈ ہے۔قرآنی انسائیکلو پیڈیا کی خریداری کی بکس کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زائد ہے ۔اللہ کے شکر گزار ہیں کہ جس نے خدمت قرآن کی توفیق بخشی۔

منہاج القرآن امت مسلمہ کی فکری ،نظریاتی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ تعصب، نفرت سے بالا ہو کر انسانیت کے تحفظ اور بقا کیلئے بین المذاہب رواداری کو فروغ دیا جائے،ایک دوسرے کو سنا اور سمجھا جائے۔ قرآن مجید نے ایک پر امن بین الاقوامی معاشرہ کی تشکیل کیلئے اخلاقی،سماجی،معاشرتی رہنما اصول اور بنیادیں مہیا کی ہیں۔ اسلام انسانیت کی بقا،فلاح وبہبود اور ارتقاء کے زریں اصولوں کا امین ہے۔حق کی پاسداری انسانی معاشرہ میں باہمی حقوق کا احترام اور اعلیٰ اقدار کا قیام وفروغ اسلامی تعلیمات کی بنیادی روح ہے۔آج انسانی تہذیب کی جانچ کا پیمانہ انسانی حقوق کو قرار دیا جا چکا ہے جس سے کسی بھی ملک وقوم کے اعلیٰ قومی وتہذیبی معیار کا تعین کیا جاتا ہے، تاہم اسلام دنیا کی وہ واحد تہذیب ہے جس کیلئے انسانی حقوق ہرگز کوئی نیا تصور نہیں۔

☆ قرآنک انسائیکلو پیڈیا کی تقریب سے خطاب کرتے

ہوئے لارڈ میئر آف مانچسٹر عابد لطیف چوہان نے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا قرآنک انسائیکلو پیڈیا کی تالیف کا کام شاندار ہے۔ یہ انسائیکلو پیڈیا قرآن کی ان حقیقی تعلیمات کو اجاگر کرے گا جو مختلف طبقات کے درمیان امن، محبت، رواداری اور اعتدال اختیار کرنے کا درس دیتی ہیں۔ ڈاکٹر غزالہ حسن قادری نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بلاشبہ قرآنی انسائیکلو پیڈیا جیسی عظیم خدمت ڈاکٹر محمد طاہر القادری جیسی شخصیت ہی انجام دے سکتی ہے۔ شیخ الاسلام قرآن مجید کی ہر آیت، ہر لفظ، ہر سورۃ کے باطنی و ظاہری معانی و مفہوم سے آگاہی رکھتے ہیں، شیخ الاسلام دنیا بھر میں کروڑوں مسلمانوں کیلئے علم اور روشنی کا مینار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق بخشی کہ ہم ہر روز آپ کی صحبت میں بیٹھ کر علم وحکمت کے موتی چنتے ہیں۔ آپ کا سارا وقت تعلیم و تربیت اور لوگوں کو ایک اچھا انسان بنانے کیلئے وقف ہے۔ میں منہاج القرآن سے وابستہ تمام ممبران اور تقریب میں شریک معزز مہمانوں کی طرف سے آپ کو قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی عظیم تالیف علمی و تحقیقی کام پر سیلوٹ کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس خدمت قرآن و دین کو قبولیت بخشے۔

☆ علامہ طاہر محمود کیانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمارے درمیان شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری جیسی شخصیت موجود ہے جنہوں نے بطور خاص دین اور دنیا کو ملا کر آگے بڑھنے کی ترغیب دی اور ہمیں ایسا ہی کرنا چاہیے، اسی راستے پر چل کر ہم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں۔

☆ اسلامک چینل کے سینئر اینکر پرسن کارل آرنڈل نے کہا کہ میں اپنے اسلامک چینل پر پوری دنیا کے سیکڑوں وزراء، وزرائے اعظم، اسلامک سکالرز کے انٹرویوز کر چکا ہوں اور میں کہنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر طاہر القادری کی شخصیت اور انکا پیغام سب سے الگ اور جدت سے بھرپور ہے۔ جو پروفائل ان کا ہے، کسی کا نہیں۔

☆ افضل خان (ایم پی یوکے) نے تقریب رونمائی میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ میں بیان نہیں کر سکتا کہ میں شیخ الاسلام کو یہاں مانچسٹر میں اپنے سامنے دیکھ کر کتنا خوش ہوں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج ڈاکٹر طاہر القادری ہمارے درمیان موجود ہیں۔ میں ہمیشہ یاد رکھوں گا کہ ڈاکٹر طاہر القاری صاحب نے قرآنی انسائیکلو پیڈیا (انگلش ورژن) کی لانچنگ کیلئے مانچسٹر کا انتخاب کیا۔ ان کا علمی تحقیقی کام انسانیت کی فلاح کیلئے ہوتا ہے۔

☆ ڈاکٹر مصطفی بیگ قادری نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا ترجمہ اور تفسیر مستحکم علمی بنیادوں پر استوار ہے، ان کا علمی، تحقیقی کام عقلی معیارات کے مطابق بھی ہے۔ میں اس انسائیکلو پیڈیا کی پذیرائی میں اضافہ کیلئے دعا گو ہوں۔ یہ ایک عظیم علمی کام ہے۔

شیخ سید زاہد حسین شاہ (چیئر مین مرکزی جماعت اہلسنت یوکے) نے خطاب کرتے ہوئے کہا قرآنی انسائیکلو پیڈیا کی تالیف کی صورت میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ہمارے لئے اور انسانیت کیلئے عظیم کام انجام دیا ہے۔ یہ وہ عظیم کام ہے جو اس سے پہلے نہیں ہوا۔ میں شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری کی صحت اور درازی عمر کیلئے دعا گو ہوں۔ وہ عالم اسلام کا سرمایہ ہیں۔ میں دعا گو ہوں کہ انہوں نے خدمت قرآن و حدیث کا جو رستہ اپنے لئے منتخب کیا ہے وہ اس پر رواں دواں رہیں، میں اس بات پر بے حد خوش ہوں کہ آپ نے اپنے لئے جو راستہ منتخب کیا ہے اس میں آپ اکیلے نہیں ہیں آپ نے اپنے بچوں کو بھی اس راستہ کا مسافر بنایا ہے اور وہ آج اس تقریب میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ میرا ایمان ہے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنے خدمت دین کے عظیم کام کے باعث قیامت کے دن کامیاب لوگوں کی صف میں کھڑے ہونگے۔

سوامی وشوا آنند نے کہا کہ خدا کی رضا سے میں یہاں ڈاکٹر طاہر القادری کے پاس آیا ہوں، ہم مل کر دنیا کو جنگ سے بچانا، امن کا گھوارہ بنانا اور پوری دنیا میں محبت بانٹنا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری جیسی شخصیات کی موجودگی سے ہی دنیا اور زیادہ خوبصورت اور پرسکون بن سکتی ہے۔

شرکائے تقریب نے قرآنی انسائیکلو پیڈیا کو امت کی ضرورت قرار دیا اور اسے تالیف کرنے پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

❁❁❁❁❁

کروڑوں بچے سکول نہیں جاتے

سکول نہ جانے والے 11 ملین بچوں کا تعلق پنجاب سے ہے

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام 650 سکول قائم کیے گئے

راشد حمید کلیامی

آئین کا آرٹیکل 25 اے 5 سے 16 سال کی عمر کے ہر بچے کو تعلیم کی فراہمی کے حوالے سے گارنٹی فراہم کرتا ہے۔ 25 اے 2010ء میں منظور ہوا مگر 9 سال گزر جانے کے بعد بھی آئین کے اس آرٹیکل پر ضروری قانون سازی تو ہوئی مگر محکمانہ قوانین اور لائحہ عمل نہیں بن سکا۔ پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کی تعلیمی صورت حال پر نگاہ ڈالی جائے تو پنجاب میں 11 ملین بچے سکول نہیں جاتے، 87 فیصد بچے پرائمری سکولوں میں ہر سال داخل ہوتے ہیں سیکنڈری تک یہ تعداد 51 فیصد تک گر جاتی ہے۔ سیکڑوں سکول آج بھی ایسے ہیں جو پانی، بجلی، صاف پانی اور چاردیواری کی سہولت سے محروم ہیں۔ ہر حکومت تعلیم کو اپنی پہلی ترجیح قرار دیتی ہے لیکن عملاً کوئی پیشرفت نہیں ہوسکی۔ سکول نہ جانے والے کروڑوں بچوں کو سکولوں میں لانا بہت بڑا چیلنج ہے۔

یہاں ہم شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے تعلیمی ویژن کا ذکر کریں گے کہ انہوں نے منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کی بنیاد رکھ کر پاکستان کے ان علاقہ جات میں سکول قائم کیے جہاں سرکاری سکول نہ تھے اور اس طرح عصری ضروریات کو پورا کرنے کیلئے نصاب بھی تیار کروایا۔ الحمدللہ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام قائم ساڑھے 6 سو سکولوں میں لاکھوں بچے زیور علم سے آراستہ ہورہے ہیں، اس حوالے سے منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کی کارکردگی پر مبنی خصوصی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی تحریک منہاج القرآن کا ایک انتہائی اہم اور فعال ڈیپارٹمنٹ ہے۔ یہ ڈیپارٹمنٹ وطنِ عزیز میں خواندگی کی شرح بڑھانے کے لیے ملک کے ساتوں انتظامی یونٹس میں اپنے 650 سے زائد تعلیمی اداروں کی نگرانی اور ان کے اندر تعلیمی قدروں کے احیاء، معیارِ تعلیم کی بلندی اور شعور کے فروغ کے لیے کام کررہا ہے۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی اپنے ان اداروں میں بچوں کی تربیت ''علم، محبت، کردار، امن'' کے سلوگن کے تحت کر رہی ہے اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے تعلیمی فلسفہ اور نظریات کو پروان چڑھانے کے لیے اپنی پوری مساعی بروئے کار لا رہی ہے۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی نے اب تک پورے ملک کے اندر کئی لاکھ طلبہ و طالبات کو غیر تجارتی بنیادوں پر زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا اور ان کو معاشرے کا مفید، کارآمد اور ذمہ دار شہری بنایا۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت چلنے والے 650 سے زائد سکولز میں سے اکثر ملک کے ان پسماندہ علاقوں میں موجود ہیں جہاں پر قریب قریب تعلیمی سہولیات میسر نہیں ہیں اور ایسے علاقے جہاں نہ تو کوئی سرکاری اور نہ ہی کوئی پرائیویٹ سکول کام کر رہا ہے، یہ علاقے منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے لیے قابلِ ترجیح ہوتے ہیں کہ یہاں پر منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام کیمپس قائم کیا جائے۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت چلنے والے سکولز میں اساتذہ کی تعداد 10 ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کا ایک خاصہ یہ ہے کہ اپنے قیام سے لے کر آج تک اس کے کیمپسز میں پڑھنے والے طلبہ و طالبات نے اپنے اپنے متعلقہ تعلیمی بورڈز اور اپنے اپنے اضلاع اور تحصیلوں میں نمایاں پوزیشنز حاصل کیں ہیں۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت چلنے والے سکولز اگرچہ کمیونٹی کے دیگر سکولز کے مقابلے

میں محدود وسائل رکھتے ہیں اور ان کے پیچھے کوئی انویسٹرز نہیں اور نہ ہی کوئی سرمایہ کار ادارے کام کر رہے ہیں، یہ ادارے اپنی مدد آپ کے تحت کام کرتے ہیں اور جس حد تک ممکن ہو سکے طلبہ و طالبات کو معیاری سہولیات سے آراستہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان اداروں میں پڑھنے والے بچے حالات کی سختیوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت زیادہ رکھتے ہیں۔ یہ ایک طرف تعلیم اور شعور کی منزلیں طے کر رہے ہوتے ہیں تو دوسری طرف کٹھن حالات سے مقابلہ کرنے کی تربیت حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کئی جہتوں پر کام کر رہی ہے مثال کے طور پر تدوینِ نصاب منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کا ایک اہم شعبہ ہے، اس شعبہ کے تحت منہاج ایجوکیشن سوسائٹی نے اب تک 105 سے زائد درسی کتابیں مرتب کر کے شائع کی ہیں۔ یہ کتابیں قومی تعلیمی پالیسی سے ہم آہنگ ہیں اور ملک بھر کے منہاج سے الحاق شدہ سکولز کے نصاب کا حصہ ہیں۔ اس وقت کمیونٹی کے عام سکولز کی ایک بہت بڑی تعداد منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے اس شائع کردہ نصاب کو اپنا رہی ہے۔

اس نصاب میں سوسائٹی نے اس امر کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے کہ آج کے دور کا سب سے بڑا چیلنج تربیتِ افراد ہے، معاشرے کے اخلاق کو سنوارنا اور ان کو معاشرے کا ایک باعمل شہری بنانا ہے۔ اپنی ان کتب کے ذریعہ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی نے اس فریضہ کو بخوبی سرانجام دیا ہے کہ ان کتابوں کو پڑھ کر طلبہ کے اخلاق اور ان کے آداب سنور رہے ہیں اور معاشرے میں ان کی قبولیت عام ہو رہی ہے۔ معاشرے میں تعلیم کو ذہنی ترقی کا ذریعہ بنانے کی بجائے محض عبارتیں رٹنے کا سلسلہ عام ہو گیا ہوا تھا۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی نے ایسے ماہرینِ تعلیم کی خدمات حاصل کیں جو تعلیم کی حقیقی قدروں سے روشناس تھے اور ان کی مدد سے ایسی کتابیں مرتب کیں جن سے بچے رٹہ لگانے کی بجائے اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ جس کا نتیجہ گذشتہ چند سالوں سے یوں ظاہر ہونا شروع ہو گیا کہ منہاج گروپ آف سکولز کے طلبہ و طالبات کی ذہنی سوچ کی صلاحیت اور ان کی فکری کشادگی نمایاں طور پر ان کی شخصیت میں نظر آنا شروع ہو گئی۔ سوسائٹی کا نصاب، تشکیلِ کردار میں نمایاں طور پر مدد و معاون ثابت ہو رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ معاشرے میں نفرتوں سے بھرے ماحول اور کدورتوں سے آلودہ سوچوں کو محبت آفریں افکار میں بدلنے کے لیے کام کر رہا ہے۔ یہ نصاب طلبہ و طالبات میں قومی و ملی ہم آہنگی، دوسرے کی سوچ اور روش کو برداشت کرنا، معاشرے میں اتفاق اور اتحاد کے ساتھ زندگی گزارنا، دوسروں کے حقوق کو سمجھنا اور دوسروں کی رائے کا احترام کرنا بھی سکھاتا ہے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت پورے ملک کے اندر سرکاری اور غیر سرکاری سطح پہ خواندگی کی شرح کو بڑھانے کے لیے جو کوششیں ہو رہی ہیں ان کوششوں کو اسی طور پر کارآمد قرار دیا جا سکتا ہے جب یہ کوششیں اس انداز سے ہوں کہ طلبہ محض الفاظ اور فارمولے رٹنے کی بجائے تعلیم کے ذریعہ اپنے شعور اور آگاہی کو آگے بڑھائیں۔ یہ بات بڑے دکھ کا باعث ہے اور افسوس کے سوا کیا بھی کیا جا سکتا ہے کہ مختلف فورمز کے سروے کے مطابق پاکستان کے اندر اس وقت اڑھائی کڑور سے زائد ایسے بچے ہیں جن کو اپنی عمر کے لحاظ سے کسی نہ کسی سکول میں ہونا چاہیے تھا لیکن وہ تعلیم حاصل کیے بغیر اپنی زندگی مختلف ورکشاپس میں گزار رہے ہیں یا پھر گلیوں میں آوارہ گھوم رہے ہیں۔ خواندگی کے فروغ کے لیے سرکاری سطح پر کی جانے والے کوششیں بہر طور ناکافی ہیں۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی نے اپنے طور پر اپنی قوم کو ایک آبرومند قوم بنانے کے لیے، ملک کو ایک مستحکم ملک کے طور پر متعارف کرانے کے لیے، معاشرے کو ایک مہذب اور تہذیب یافتہ معاشرہ بنانے کے لیے اور خواندگی کی شرح کو بڑھانے کے لیے اپنی سکت سے زیادہ کردار ادا کیا ہے۔ اس وقت پورے ملک میں پھیلے ہوئے منہاج گروپ آف سکولز کئی لاکھ طلبہ و طالبات کی علمی آبیاری کر رہے ہیں۔ وقت کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے منہاج ایجوکیشن سوسائٹی نے تربیتِ اساتذہ کے نام سے اپنے ایک موثر ذیلی شعبہ کو پروان چڑھایا۔ اس شعبہ نے انتہائی فعالیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پورے ملک کے نہ صرف منہاج گروپ آف سکولز کے اساتذہ کو تربیت فراہم کی بلکہ کمیونٹی کے دیگر سکولز کے اساتذہ کو بھی یہ شعبہ اپنی خدمات فراہم کر رہا ہے۔ یہ شعبہ اساتذہ کو پیشہ وارانہ صلاحیتوں سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی ذہن سازی اس طور پر بھی کر رہا ہے کہ وہ طلبہ و طالبات کو جدید چیلنجز کا سامنا کرنے کے قابل بنا سکیں اور افراتفری، ہنگامہ خیزی اور بے راہ روی کے اس بگاڑ میں طلبہ

و طالبات اپنا آپ سنبھالتے ہوئے اپنے آپ کو ایک ذمہ دار شہری کے طور پر منواتے ہوئے وطنِ عزیز کو آبرومند بنائیں۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے پیٹرن انچیف شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے قیام کے وقت ہی اس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ وہ پوری قوم کو با شعور بنانا چاہتے ہیں اور ان کی خواہش یہ ہے کہ پاکستانی قوم دنیا کے اندر اور قوموں کی برادری میں ایک ایسا مقام حاصل کرے جس کے بل بوتے پر وہ قوموں کی قیادت کرنے کے قابل ہوجائے۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی نے اپنے پیٹرن انچیف کی اس بنیادی خواہش اور سوچ کا پورا پورا خیال کیا اور اس وقت ملک کے طول و عرض میں خواندگی کے فروغ اور ناخواندگی کے خاتمے کے لیے پاکستان کے ہر ضلع ہر تحصیل ہر قابلِ ذکر قصبے اور گاؤں میں منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے زیرِ اہتمام ادارے قائم ہیں جن سے نہ صرف ایک طرف پاکستان مضبوط ہو رہا ہے بلکہ پاکستانی قوم آنے والے وقت میں اپنے روشن مستقبل کو بھی دیکھ رہی ہے۔ جو ادارے منہاج ایجوکیشن سوسائٹی نے قائم کیے انھوں نے کم ترین وسائل کے اندر رہتے ہوئے گذشتہ 25 برسوں میں انتہائی اعلیٰ اور شاندار نتائج دیے۔ یہ نتائج ان درسگاہوں اور اداروں سے بہت بہتر ہیں جن درسگاہوں اور اداروں میں بچے سالانہ لاکھوں روپے واجبات کی صورت میں ادا کرکے پڑھنے جاتے ہیں۔

☆ اگر ہم سال 2019ء کے نتائج پر نظر ڈالیں تو منہاج ماڈل سکول گلفشاں کالونی فیصل آباد کے طالبعلم عمیر شاہد نے فیصل آباد بورڈ میں جنرل گروپ میں 1016 نمبر لے کر پہلی پوزیشن حاصل کی، اسی طرح منہاج ماڈل سکول کالووال ضلع جہلم کے طالبعلم محمد ذکریا نے راولپنڈی بورڈ میں جنرل گروپ کے اندر 953 نمبر حاصل کر کے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ منہاج گروپ آف سکولز کے طلبہ کی کامیابیوں کا سلسلہ صرف یہاں پر ہی نہیں رک جاتا، اگر اس کی جھلک ہم سامنے لانا چاہیں تو یوں لا سکتے ہیں کہ سال 2019ء میں پاکستان بھر کے مختلف تعلیمی بورڈز میں ہمارے سکولز کے طلبہ و طالبات جو سیکنڈری سکولز کے امتحانات میں شامل ہوئے ان کی کامیابیوں کی مجموعی شرح 95 فیصد رہی جو کہ پاکستان بھر میں سیکنڈری سکول لیول تک کام کرنے والی تمام چینز کے مقابلہ میں سب سے بلند شرح ہے۔ موجودہ تعلیمی سال میں ہمارے طلبہ کا GPA 4.23 فیصد رہا۔ مجموعی نمبرز میں سے 1000 سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات ایک، دو نہیں بلکہ سیکڑوں میں ہیں جبکہ +A گریڈ حاصل کرنے والوں کی تعداد کا اندازہ مشکل ہے۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ فی زمانہ ہر تعلیمی ادارہ جس طرح نمبرز کی دوڑ میں شریک ہے وہ کسی طرح بھی طلبہ و طالبات کی شخصیت سازی اور تعمیرِ کردار سے موافق نہیں۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی اس ساری صورتحال سے پوری طرح باخبر ہے اور طلبہ و طالبات کو ایک طرف اچھے رزلٹ دکھانے کے لیے تیار کر رہی ہے جبکہ دوسری طرف انہیں معاشرے کا ایک باعمل شہری بنانے کے لیے پورے طور پر کوشاں ہے۔ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کا یہ سفر اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت حضور ﷺ کے نعلین کے توسل، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی سرپرستی اور چیئرمین منہاج ایجوکیشن سوسائٹی ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی زیرِ نگرانی جاری رہتے ہوئے پاکستان سے ناخواندگی کے خاتمے میں سب سے بڑا کردار ادا کرے گا۔

خیبر پختونخوا پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں منہاجینز کی عظیم الشان کامیابی

منہاج یونیورسٹی کے دو فاضلین محترم خضر حیات (سیشن 1995 - 2002ء) اور عبدالشکور (سیشن 1996 - 2003ء) نے خیبر پختون خوا پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں زبردست کامیابی حاصل کی۔ ایسوسی ایٹ پروفیسر کی کل چھ آسامیوں کے لیے صوبہ بھر سے سیکڑوں پی ایچ ڈی، ایم فل سکالرز اور لیکچررز و اسسٹنٹ پروفیسرز نے امتحان دیا جبکہ انٹرویو کے لیے کل 30 امیدواروں کو بلایا گیا۔ انٹرویو کے مرحلہ کے بعد جب کامیاب امیدواروں کا اعلان ہوا تو چھ میں سے الحمد للہ دو مذکورہ منہاجینز کا انتخاب ہوا۔ خضر حیات نے اس امتحان میں میرٹ میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور صوبہ بھر میں منہاج یونیورسٹی کا نام روشن کیا۔

ہم ان دونوں منہاجینز کو اس عظیم کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

نوجوان روزانہ کی بنیاد پر مطالعہ کو اپنی عادت بنائیں: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

”کتاب بینی کے کلچر کا احیاء وقت کی ناگزیر ضرورت ہے“

کتاب اور خطاب کے کلچر کے فروغ کیلئے منہاج القرآن یوتھ لیگ کے زیر اہتمام ملک گیر سٹڈی سرکل مہم شروع

مظہر محمود علوی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے نوجوانوں کی کردار سازی اور انہیں اسلاف کے علمی تحقیقی کلچر سے جوڑنے کیلئے کتاب اور خطاب سے وابستہ ہونے کی سوچ دی ہے۔ منہاج القرآن سے وابستہ نوجوانوں کو انہوں نے حکم دیا ہے کہ وہ نماز پنجگانہ کی ادائیگی کو یقینی بنائیں، اس کے علاوہ ہر رات سونے سے قبل مطالعہ کو اپنی عادت میں شامل کریں۔ بلاشبہ آج کا نوجوان فکری اور نظریاتی اعتبار سے لاتعداد چیلنجز سے نبردآزما ہے، اسے گمراہ کرنے والی قوتیں فعال ہیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ہدایات کے مطابق منہاج القرآن یوتھ لیگ نے ”سٹڈی سرکل“ کے نام سے ایک لائحہ عمل طے کیا ہے جس کے تحت نوجوانوں میں مطالعہ کی عادت کو پختہ کیا جائے گا۔

موجودہ دور میں سوشل میڈیا کی یلغار نے جہاں نوجوان نسل کے کردار کو شدید نقصان پہنچایا وہاں اسے فکری اور نظریاتی سطح پر ابہام، تشکیک اور بے یقینی کی دلدل میں بھی جھونک دیا ہے۔ اس تناظر میں منہاج یوتھ لیگ کی سنٹرل ٹیم (سنٹرل یوتھ ایگزیکٹوCYE) نے طویل مشاورت کے بعد فیصلہ کیا کہ نوجوان نسل سے متعلق فکری اور نظریاتی چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لئے کتاب دوستی کے کلچر کو زندہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ملک بھر میں باقاعدہ ہفتہ وار یوتھ سٹڈی سرکل کے اجراء کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جس کے تحت ہر سال مرکز کی طرف سے جاری کی گئی لسٹ کے مطابق شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کے خطابات میں سے 48 خطابات اور 12 کتب کا نصاب مکمل کیا جائے گا اور یوں ایک ماہ میں ایک کتاب پڑھی اور چار خطابات بطور نصاب سنے جائیں گے۔

مقاصد

1۔ نوجوانوں میں کتاب دوستی کے کلچر کو عام کرنا۔

2۔ مستند کتب کے مطالعہ سے صحیح اور درست نظریات کا فروغ۔

3۔ نوجوانوں میں موجود تشکیک اور ابہام کا خاتمہ۔

4۔ نوجوان نسل کے عقائد و نظریات میں اعتدال پسندی کو فروغ دینا۔

5۔ نوجوان نسل کی علمی، فکری و نظریاتی اور اخلاقی پختگی کے ذریعے کردار سازی۔

6۔ نوجوان نسل میں خدمت دین اور فلاحِ عامہ کا جذبہ پیدا کرنا۔

یوتھ سٹڈی سرکل کے انعقاد کا طریقہ کار

1۔ منہاج یوتھ لیگ کے آفیشل پیج پر ہر سوموار رات دس بجے نصاب کے مطابق ایک کتاب کا مطالعہ کیا جائے گا۔ اور یوں ایک ماہ میں ایک کتاب اور ایک سال میں 12 کتابیں مکمل کی جائیں گی۔

2۔ منہاج یوتھ لیگ کے آفیشل پیج پر ہر جمعرات رات دس

بجے نصاب کے مطابق ایک خطاب لائیو چلایا جائے گا اور یوں ایک ہفتے میں ایک خطاب، ایک ماہ میں 4 خطابات اور سال میں 48 خطابات مکمل کئے جائیں گے۔

3۔ تنظیمی سطح پر ماہانہ اجلاس میں یوتھ سٹڈی سرکل کا انعقاد کیا جائے گا جس میں اجلاس کے ساتھ ساتھ کچھ وقت کتاب مطالعہ کیلئے مختص کیا جائے گا۔

4۔ تنظیمی سطح پر ہفتہ وار یوتھ سٹڈی سرکل کا انعقاد کروایا جائے گا، اس کا دورانیہ ایک گھنٹہ ہوگا۔ جس میں ایک فرد سب حاضرین کو ایک گھنٹہ میں کتاب کے کچھ صفحات کا مطالعہ کروائے گا اور اگلے سٹڈی سرکل تک کیلئے ہوم ورک دے گا، جس کے مطابق ہر فرد روزانہ کی بنیاد پر تھوڑا تھوڑا وقت نکال کر کتاب کا کچھ مطالعہ کرلے گا۔

5۔ ہفتہ وار یوتھ سٹڈی سرکل کسی بھی پبلک پلیس، دفتر، گھر میں علاقائی نوجوانوں اکٹھا کر کے کروایا جا سکتا ہے۔

تنظیمی اور انفرادی اہداف

1۔ تنظیمی سطح پر منہاج یوتھ لیگ کی ہر ضلعی، تحصیلی، یونین کونسل اور یونٹ سطح پر لازم ہوگا کہ اپنی سطحی اور ذیلی اجلاسوں میں کچھ وقت کتاب کے مطالعہ اور خطاب سننے کیلئے رکھیں۔

2۔ تحصیل/صوبائی حلقہ/ ٹاؤن تنظیم کو ماہانہ ایک نیا ہفتہ وار یوتھ سٹڈی سرکل قائم کرنے کا ہدف ہوگا۔

3۔ انفرادی ہدف یہ ہوگا کہ منہاج یوتھ لیگ کا ہر نوجوان ہفتہ وار یوتھ سٹڈی سرکل کا خود انعقاد کرے یا سٹڈی سرکل میں شرکت کرے۔

4۔ منہاج یوتھ لیگ ہر سال یوتھ سٹڈی سرکل پیک تیار کرے گی جو 48 خطابات پر مشتمل ایک USB اور 12 کتب پر مشتمل ہوگا جو منہاج القرآن کے مرکزی سیل سنٹر اور مرکزی مارکیٹنگ ڈیپارٹمنٹ میں ڈسکاؤنٹ ریٹ پر دستیاب ہوگا۔

5۔ تنظیمات دیئے گئے نصاب کے حصول کیلئے تمام جدید ذرائع استعمال کرسکتی ہیں۔

6۔ ہر ماہ کے آخر میں منہاج یوتھ لیگ کے آفیشل پیج پہ اُس ماہ میں پڑھی گئی کتاب سے متعلق ایک سوال نامہ جاری کیا جائے گا جو آن لائن جوابات دے کر پُر کیا جاسکے گا اور اس طرح سال کے آخر میں یوتھ سٹڈی سرکل کا حصہ بننے والے نوجوانوں کو تعریفی سرٹیفیکیٹس (CERTIFICATE) بھی جاری کئے جائیں گے۔

سٹڈی سرکل میں شامل نصاب کتب وخطابات (20-2019ء)

جولائی 2019ء تا جون 2020ء تک کے سٹڈی سرکل پروگرام میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، صدر منہاج القرآن ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، علامہ مرتضی علوی کی کتب کو شامل کیا گیا ہے۔ جن میں سفر انقلاب، اللباب فی الحقوق و الآداب، ذکر شہادت امام حسینؓ، تعلیم اور تعلیم کی فضیلت و تکریم (اربعین)، **نور الابصار بذکر النبی المختار ﷺ**، خدمت دین کے تقاضے اور ہمارا کردار، **نضرة النور فی فضل الطھور** (طہارت اور پاکیزگی کی فضیلت اور احکام)، محافظ اسلام و انسانیت، اسلامی اخلاقیاتِ تجارت، ہمارا دینی زوال اور اس کے تدارک کا سہ جہتی منہاج، اسلام اور تصور اعتدال و توازن، خونِ مسلم کی حرمت شامل ہیں۔

اسی طرح خطابات کی سماعت کو بھی سٹڈی سرکل میں شامل کیا گیا ہے اس ضمن میں جولائی 2019ء تا جون 2020ء تک 36 خطابات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے خطابات کے علاوہ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کے خطابات بھی شامل ہیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے جن خطابات کا انتخاب کیا گیا ہے ان میں جوانی میں توبہ کی فضیلت، تربیت کا روحانی منہاج، توبہ ہر روحانی مقام کی کنجی ہے، اسلام اور ہماری زندگی، حقوق زوجین، معاشرتی برائیوں کے خلاف نوجوانوں کا کردار، شان سیدہ کائنات بزبان سرور کائنات ﷺ، اسلام دین امن و رحمت، حضور ﷺ کا حسن خلق، قلب سلیم کی علامات اور اثرات صحبت، خواہشات کی دنیا سے بے رغبتی، مراحل یوم حشر اور امسال اعتکاف کے موقع پر ہونے والے خطابات بھی شامل ہیں۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا خصوصی خطاب خدمت دین میں اخلاص کی ضرورت بھی شامل کیا گیا ہے۔ ❁❁❁❁

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ ڈنمارک

چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی 26 جولائی 2019ء کی ڈنمارک آمد پر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک کے تمام فورمز کے ایگزیکٹوز کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک کے تمام فورمز کی طرف سے سالانہ کارکردگی اور آئندہ سال کے اہداف پیش کیے گئے۔ اس سلسلہ میں MQI ڈنمارک کی نظامت تعلیمات کے زیر اہتمام اجلاس منعقد ہوا، جس میں چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔

ڈائریکٹر منہاج ایجوکیشن بورڈ مفتی ارشاد حسین سعیدی نے نظامت تعلیمات MQI ڈنمارک کی گزشتہ سال کی کارکردگی پیش کرتے ہوئے بتایا کہ منہاج القرآن کے چار مراکز پر 26 معلمین و معلمات کل وقتی اور جز وقتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی طرح تقریباً 700 طلبہ و طالبات مختلف شعبہ جات میں دینی تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں، جن میں شعبہ حفظ و ناظرہ قرآن مجید، شعبہ اسلامک ایجوکیشن، شعبہ اردو لینگویج، شعبہ درس نظامی اور شارٹ کورسز وغیرہ شامل ہیں۔ شعبہ درس نظامی میں 14 طلبہ و طالبات نے کالج آف شریعہ منہاج یونیورسٹی لاہور کے نصاب کے مطابق الشھادۃ الثانویہ کی تعلیم مکمل کرلی ہے اور الشھادۃ العالیہ کی کلاس شروع کر دی ہے۔ الشھادۃ الثانویہ کا دوسرا بیج بھی شروع کردیا گیا ہے۔

اس موقع پر آئندہ سال کے اہداف کے حوالے سے 13 سے 18 سال کی عمر کے طلبہ و طالبات کے لیے تین سالہ دورانیہ پر مشتمل اسلامک ایجوکیشن کے ایک ڈپلومہ کا پلان پیش کیا گیا جس کا نصاب تحریر و ترتیب کے آخری مراحل میں ہے۔

اس موقع پر چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے نوجوان نسل کی تعلیم و تربیت کے لیے منہاج القرآن کے مراکز پر دی جانے والی تعلیمی و تدریسی خدمات کو سراہتے ہوئے مفتی ارشاد حسین سعیدی، منہاج ایجوکیشن بورڈ کے تمام ممبران اور منہاج القرآن کے مراکز پر خدمات سرانجام دینے والے تمام سکالرز اور اساتذہ کی حوصلہ افزائی کی اور انہیں ضروری ہدایات بھی دیں۔

☆ چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا منہاج القرآن ڈنمارک کی تنظیمات سے خصوصی ایگزیکٹوسیشن کا اہتمام مورخہ 28 جولائی 2019ء کو کیا گیا، جس میں منہاج القرآن ڈنمارک کے تمام فورمز کے ایگزیکٹو شامل ہوئے اور اپنی کارکردگی، حکمت عملی اور مستقبل کے پلان پیش کیے۔

منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک کی نیشنل ایگزیکٹو کونسل کے صدر ڈاکٹر عرفان ظہور احمد نے ملکی تنظیم کی حکمت عملی اور فورمز کے ساتھ تعاون کے طریقہ کار کو ڈسکس کیا۔ ڈائریکٹر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک اور ہیڈ آف ایجوکیشن، مفتی ارشاد حسین سعیدی نے تعلیمی سرگرمیوں کا تعارف پیش کیا۔ ذیلی تنظیم نارتھ ویسٹ کے صدر حافظ سجاد احمد نے اپنے مرکز پر ہونے والی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی اور چیلنجز سے نمٹنے کی حکمت عملی پیش کی۔ منہاج ویلفیئر ڈنمارک نے فلاحی سرگرمیوں کے حوالے سے کارکردگی رپورٹ اور آئندہ اہداف پر روشنی ڈالی۔ اس موقع پر تنظیم ویلبی کو ویلبی میں مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے مبارکباد دی۔

منہاج پیس اینڈ انٹگریشن کونسل کے صدر نے اپنے کام کی بابت بھی ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کو آگاہ کیا، انہوں نے اپنے پراجیکٹ پروگریسیو سٹیزن کا تعارف پیش کیا، سیاسی پارٹیوں کے ساتھ ملاقاتوں پر بات کی اور اپنے کام کے حوالے سے اہم ہدایات لیں۔ منہاج ویمن لیگ نے ڈنمارک میں

منہاج القرآن کے چاروں مراکز پر خواتین کی علمی، فکری، روحانی اور اصلاحی سرگرمیوں کا تعارف پیش کیا۔ منہاج سسٹرز لیگ نے بتایا کہ امسال اعتکاف میں پچاس خواتین اور بچیاں شریک ہوئیں۔ چھوٹی بچیوں کے لیے اپنے نئے پراجیکٹ عائشہ اور جوان بچیوں کے لیے اپنے نئے پراجیکٹ التزکیہ کی تفصیلات پیش کیں۔

تنظیم آما گر نے اپنے نئے پراجیکٹ کی تفصیل پیش کی جس میں عظیم الشان مسجد کی تعمیر اور شاپنگ سنٹر کا منصوبہ عنقریب شروع ہونے والا ہے۔

منہاج یوتھ لیگ کے جنرل سیکرٹری نے اسلامک مواد کو ڈینش میں منتقل کرنے کے اپنے کام کی تفصیلات اور یوتھ کی علمی، فکری اور اصلاحی تربیت کے حوالے سے کارکردگی رپورٹ بیان کی۔

آخر میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے تنظیمی کام کے حوالے سے عمدہ اصلاحی گفتگو فرمائی اور تنظیم کے کام میں چند تبدیلیاں تجویز کیں جنہیں احسن انداز میں سب کی رائے اور مشاورت سے منظور کیا گیا۔ اس موقع پر آپ نے منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک کی تمام ذیلی تنظیمات کو اعلیٰ کامیابیوں پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مبارکباد اور دعاؤں سے نوازا۔

پیرس میں منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی دو روزہ سالانہ یورپین ورکشاپ

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن یورپ کے زیر اہتمام 13 اور 14 جولائی 2019ء کو پیرس میں دو روزہ ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔ ورکشاپ میں فرانس، ڈنمارک، سویڈن، آسٹریا، ناروے، جرمنی، ہالینڈ، اٹلی، انگلینڈ، سپین اور یونان سے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے صدور، جنرل سیکرٹریز، ایڈمنسٹریٹرز، اکاؤنٹنٹس، فنانس ڈائریکٹرز اور دیگر ایگزیکٹوز شریک ہوئے۔

ورکشاپ کے پہلے سیشن میں شریک ممالک کی تنظیمات نے گزشتہ سال کے اہداف اور فلاحی سرگرمیوں کے نتائج کے حوالے سے اپنی کارکردگی پیش کی اور اپنے اہداف کے حصول میں ہونے والی پیش رفت اور آئندہ کے منصوبہ جات ہاؤس کے سامنے پیش کیے۔ صدر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن یورپ و فرانس راجہ بابر حسین نے شریک ممالک کی تنظیمات کی مجموعی کارکردگی پیش کی۔

مینجنگ ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن فیصل مشہدی نے ان نتائج پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے تجاویز پیش کیں اور ایگزیکٹوز کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا کہ خدمت خلق کے اس عظیم کام میں لگن، جذبۂ خدمت اور دکھی انسانیت کا درد منہاج القرآن کی پہچان ہے۔ MWF انسانیت کی خدمت کے اپنے عظیم مشن پر اپنا سفر جاری رکھے گی۔

دوسرے سیشن میں دیگر ایکٹوٹیز کے علاوہ 20-2019ء کے اہداف کا تعین کیا گیا۔ اِس دو روزہ ورکشاپ میں میڈیا بریفنگ اور پیرس کا مطالعاتی دورہ بھی شامل تھا۔ آخری سیشن میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ٹیلفونک خطاب کرتے ہوئے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن یورپ و فرانس کو ورکشاپ کے کامیاب انعقاد پر مبارک باد دی اور شرکاء کو ویلفیئر کے کام کے حوالے سے اہم ہدایات دیں۔ ورکشاپ کے اختتام پر ملک پاکستان کی ترقی اور استحکام کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام دو روزہ میگا پرنسپل ورکشاپ کا انعقاد

(رپورٹ: صیاب محمود: کوآرڈینیٹر ٹریننگ) منہاج ایجوکیشن سوسائٹی، لارل ہوم سکول سسٹم اور قاسم علی شاہ فاؤنڈیشن کی اشتراکیت سے دو روزہ میگا پرنسپل ٹریننگ ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جس میں پاکستان کے مشہور ٹریز سید قاسم علی شاہ، راشد حمید کلیامی، ہارون ثانی، شاداب عالم اور سیدہ خدیجہ نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ منہاج گروپ آف سکولز، لارل ہوم سکول سسٹم اور دیگر پرائیویٹ سکولوں کے پرنسپلز نے بھرپور شرکت کر کے مقررین کے خطابات سے استفادہ کیا۔ ٹریننگ ورکشاپ کا بنیادی مقصد سکولز میں کوالٹی ایجوکیشن اور معاشرے میں اخلاقیات، کردار سازی اور ادب پر

مبنی علم کو فروغ دینا ہے۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی معاشرے میں علم کے فروغ کے ساتھ ساتھ شخصیت میں نکھار لانا بھی اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے۔

پہلے روز سید قاسم علی شاہ نے Teacher As a Game changer، ہارون ثانی نے Principal as a Reflective Manager اور شاداب عالم نے Handling Hyper Active Children & Slow Learner کے موضوع پر بات کی۔ پہلے روز کے تینوں سیشنز سے شرکاء نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

دوسرے روز سیدہ خدیجہ نے Montessori Teaching Techniques اور راشد حمید کلیامی نے School Development Program کے حوالے بات کی۔ دو روزہ ٹریننگ ورکشاپ کی اختتامی تقریب میں سرٹیفکیٹ بھی تقسیم کیے گئے۔ شرکاء نے اس ٹریننگ ورکشاپ کو بے حد سراہا اور کوالٹی ایجوکیشن کے لیے اس احسن اقدام پر MES کو مبارکباد پیش کی۔ ✵✵✵✵✵

Peace Dialogue event by the British Institute of Peace

The British Institute of Peace (BIP) held a Peace Dialogue event at the Hilton Hotel in Manchester with chief guest Governor Ridwan Kamil from Indonesia. The participants came from diverse backgrounds, ethnicities and religions which made it a practical example of interfaith harmony.

International guests who flew in specifically for the event included Swami Vishwa Anand from India along with his delegation who is an international peace activist and has been working for unity among all religions. He has specifically been working for unity between Muslims and Hindus, which is was the main reason for his participation. Other guests included Rabbi Warren Elf from the Southern and District Reform Synagogue and Mohammed Amin MBE Chairman of the Muslim Jewish Forum (Greater Manchester).

Tahseen Khalid from the British Institute of Peace gave a detailed presentation of the work carried out by the organisation.

Ahmad Nawaz, a survivor of a Taliban attack on a school in Pakistan that killed 130 children was also a guest speaker. He spoke of his experience and the work that he has undertaken in tackling extremism.

The Chief Guest Governor Ridwan Kamil gave a detailed talk on his experiences in tackling extremism and how Indonesia is a model multi-faith country where all religions and ethnicities live in harmony with each other. There was also a Q & A session covering a wide range of topics. Tahseen Khalid presented The Fatwa on Terrorism and Suicide Bombings and other books by Dr Tahir-ul-Qadri on related subjects to the Governor.

اسلامی نظام معیشت میں تاجر کا کام صرف منافع کمانا نہیں ہے

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی کتاب ''اسلامی اخلاقیات تجارت'' پر تبصرہ

ظہیر انجم

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری معاشی ماہر، ماہر تعلیم، دینی سکالر اور فلاسفر ہیں، انہوں نے 2006ء میں پیرس کی ایک معروف یونیورسٹی سے عالمی معیشت میں ایم بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز میں تدریسی و تحقیقی خدمات انجام دیتے رہے۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے آسٹریلیا کی معروف یونیورسٹی وکٹوریا یونیورسٹی میلبورن سے انٹرنیشنل فری ٹریڈ کے موضوع پر اپنی پی ایچ ڈی مکمل کی۔ انہوں نے ای سی او کی طرز پر پاکستان، ایران، ترکی اور نوآزاد وسطی ایشیائی ریاستوں کے معاشی اتحاد اور ان کا تقابل کرتے ہوئے ایک معاشی ماڈل دیا جو عالم اسلام میں اپنی نوعیت کا ایک منفرد، مفید اور قابل عمل خوشحالی کا معاشی روڈ میپ ہے۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی مسلم ممالک اور ان کے عوام کے اقتصادی و معاشی مسائل پر گہری نظر ہے۔ وہ دولت مشترکہ کی طرز پر مسلم ممالک کے مشترکہ سماجی، سیاسی، اقتصادی بلاک کے پرزور حامی ہیں اور اس حوالے سے انہوں نے قابل ذکر تحقیقی کام بھی کر رکھا ہے۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم دینیہ کی تعلیم بھی معروف عالمی سکالرز سے حاصل کی ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ان کے والد محترم بھی ہیں اور استاد بھی۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے حال ہی میں ''اسلامی اخلاقیات تجارت'' کے عنوان سے سوا پانچ سو صفحات پر مشتمل ایک انتہائی مفید کتاب تحریر کی ہے۔ تجارتی اخلاقیات کے موضوع پر غالباً یہ پہلی جامع کتاب ہے جس میں تاجر کی دینی، قومی، سماجی ذمہ داریوں، اس کے منافع کی جائز حد اور کنزیومر کے حقوق کے ضمن میں قرآن و سنت کی روشنی میں استدلال کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی کتاب ''اسلامی اخلاقیات تجارت'' معاشی، سماجی انصاف، امانت، دیانت، صداقت، جذبہ اخوت کے ضمن میں اسلامی فلسفہ تجارت کے خدوخال کو اجاگر کرتی ہے۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے اسلامی ممالک کے عوام، حکومتوں، بینکوں اور تجارتی حلقوں کو درپیش اسلامی بینکاری، سود، معاہدات اور معیشت و تجارت سے متعلق بنیادی امور کو انتہائی عام فہم اور سادہ زبان میں قرآن و حدیث کے حوالہ جات کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ واحد کتاب ہے جو ایک عام کاروبار کرنے والے سے لے کر بڑے تاجر اور صنعتکار کے مطالعہ کے لیے انتہائی مفید ہے۔

اس کتاب کے اہم نکات کا خاکہ درج ذیل ہے:

رضائے الٰہی کے لئے معاملات کی انجام دہی

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے مذکورہ کتاب کے ذریعے اس سوچ اور فکر کو نمایاں کیا ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ بھی قرآن و سنت کے دائرہ سے باہر نہیں ہے اور نہ ہی انسانی زندگی کے 24 گھنٹوں پر مشتمل لمحات دائرہ اسلام سے باہر ہیں۔ اگر کوئی مسلمان اسلامی طریقہ کار کے مطابق 8 گھنٹے

کی نیند پوری کرتا ہے، کاروبار کرتا ہے یا 24 گھنٹوں میں قیام وطعام کے عمل سے گزرتا ہے اور اگر وہ یہ فرائض قرآن و سنت کے بیان کردہ طریقہ کار کے مطابق انجام دے تو وہ عبادت کے دائرے میں آجاتے ہیں۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے اخلاقیات کے اسلامی تصور پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ ہر بندہ مومن پر لازم ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی کی نیت سے درست کام کرے۔ ہرایک پر لازم ہے کہ وہ اپنے کاروباری لین دین اور اپنی ذاتی اور عوامی زندگی میں عمدگی کے ساتھ معاملہ کرے۔

تاجروں کے لیے اچھی نیت کی اہمیت

خلوص نیت مذہب کے بنیادی اور لازمی عناصر میں سے ایک ہے۔ اسلام فرائض کی ادائیگی کا محور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو قرار دیتا ہے۔قرآن مجید اوراحادیث مبارکہ میں بھی سچائی، راست بازی اور نیت کی پاکیزگی پر زور دیا گیا ہے۔ اس لیے ایک تاجر، دکاندار، صنعت کار اچھی نیت کے ساتھ اپنے کاروباری معاملات کو آگے بڑھائے اس میں خیر بھی ہوگی اور برکت بھی۔

اسلام میں کاروبار اور تجارت کی اہمیت

رسول اللہ ﷺ نے خود تجارت کو اپنے پیشے کے طور پر اپنا کر اس کی اہمیت کو عملی طور پر اجاگر فرمایا ہے، قرآن مجید میں عربوں کے ہر موسم میں جاری رہنے والے تجارتی سفروں کا ذکر ہے جو ان کے لیے خدا کی طرف سے عطا کردہ ایک نعمت تھی۔

اسلامی اخلاقیات تجارت کا پہلا اصول حسن نیت اور دوسرا انصاف پر مبنی باہمی معاملہ ہے کہ آپ کسی کا مال ہڑپ مت کرو، اس میں تباہی اور ہلاکت ہے۔ آج شعوری یا لاشعوری طور پر دو کاروبار کرنے والے افراد ناجائز طریقے سے زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں یا وہ پارٹنر جو براہ راست کاروباری سرگرمی کا حصہ نہیں اور وہ سرمایہ کاری میں برابر کا حصے دار ہے اس کی غیر حاضری کا فائدہ اٹھا کر حاصل کرنے والے منافع کو کم ظاہر کر کے یا نقصان ظاہر کر کے اس کا مال ہڑپ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، قرآن کی نظر میں یہ انتہائی قبیح فعل ہے اور اللہ نے اس جرم کے مرتکبین کو تنبیہ کی ہے کہ اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

خوش خلقی اور تجارتی معاملات میں نرمی

اسلامی اخلاقیات تجارت کا تیسرا اصول خوش خلقی اور تجارتی معاملات میں نرمی برتنا ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ ’’اللہ ایسے شخص پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو جب کچھ خریدتا ہے تو نرمی برتتا ہے، جو جب کچھ بیچتا ہے تو نرمی برتتا ہے اور جب کسی سے ادائیگی کا مطالبہ کرتا ہے تو نرمی اختیار کرتا ہے‘‘

اظہار تشکر اور محصولات کی ادائیگی

وہ تاجر اور دکاندار جو بے پناہ منافع کمانے اور دولت کمانے کے باوجود نقصان کا مصنوعی رونا روتے ہیں اور ان کے ذمہ اسلام اور ریاست کے جو واجبات ہیں انہیں ادا کرنے سے انحراف کرتے ہیں انہیں علم ہونا چاہیے کہ اسلام نے صاحب حیثیت پر عشر و زکوۃ کی ادائیگی، حج، قربانی، صدقات، فطرانہ کی جو ذمہ داری عائد کی ہے اور اگر وہ اس سے انحراف کرے گا تو وہ جواب دہ ہوگا۔ ریاست میں قوانین کے تابع کاروبار کرنے والے شخص کے لیے یہ روا نہیں ہے کہ وہ ریاستی محصولات کی ادائیگی سے کنارہ کش ہو اور جو واجبات ریاست نے اس کے ذمہ ٹھہرائے ہیں، اسے ادا نہ کر کے وہ رزق حلال کمانے کا دعویٰ نہیں کر سکتا یعنی کسی بھی شکل میں ٹیکس چوری ایک سنگین جرم ہے۔واجبات کی ادائیگی اسلامی اخلاقیات تجارت میں شامل ہے۔ مسلمان تاجروں کے لیے لازم ہے کہ وہ بلاتوقف اپنی تجارتی سرگرمیوں کے دوران بھی ذکر خدا اور فرائض کی ادائیگی سے غافل نہ ہوں حتیٰ کہ کاروباری لین دین کا مقصد رضائے الٰہی ہونا چاہیے۔

رزق حلال کی اہمیت

فی زمانہ رزق حلال سے مراد گاہک کو جائز منافع پر خالص اور پورے ناپ تول کی چیز فراہم کرنا ہے۔سرکاری یا غیر سرکاری ملازمت کرنے والوں پر واجب ہے کہ وہ وقت پر دفتر جائیں اور دفتری اوقات کار میں کوئی اور کام نہ کریں، رشوت

ستانی سے بچیں، لوگوں کو تنگ کرنے کی بجائے ان کے جائز کام بلاتاخیر کریں، اس عمل میں جہاں کہیں بھی کوتاہی یا دھوکہ دہی ہو گی تو اس سے حاصل شدہ رزق حلال نہیں کہلائے گا۔

اپنے وسائل میں دوسروں کو شریک کرنا

شراکت داری اسلامی اخلاقیات تجارت کا ایک اہم اصول ہے۔ اسلام دولت کے ارتکاز سے منع کرتا ہے اور اسلامی اخلاقیات تجارت وسائل کی تقسیم پر استدلال کرتی ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ایک ایسا معاشرتی ڈھانچہ عطا فرمایا جس میں افراد اپنے آپ کو وسائل کا امانت دار سمجھتے ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ایسے لوگوں کو دل کھول کر خیرات دینے کی تلقین فرمائی ہے جو برے حالات کا شکار ہوں تاکہ وہ بھی صاحب ثروت لوگوں کو حاصل نعمتوں سے فیض یاب ہوسکیں۔

اجرت کی بروقت ادائیگی

اسلامی اخلاقیات تجارت کا یہ اہم ترین اصول اور ضابطہ ہے کہ ملازمین کو ان کے کام کا معاوضہ فوری ادا کر دینا چاہیے کہ جب وہ اپنا کام مکمل کر لیں، اجرت کو روکے رکھنا یا تاخیری حربوں کا استعمال کسی بھی کام کرنے والے کی پریشانی کا باعث بنتا ہے اور اسلام کی نظر میں یہ جبر کی ایک قسم ہے۔ کاروباری حضرات کو کسی بھی صورت اپنے ملازمین کی اجرت کی بروقت ادائیگی میں تاخیر سے کام نہیں لینا چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مزدور کی اجرت اسے اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دو''

اگر صاحب ثروت حضرات کسی مزدور یا اپنے ملازمین کو ان کے کام کا معاوضہ بروقت ادا نہیں کرتے تو پھر وہ پیغمبر اسلام ﷺ کی نظر میں ظالم ہیں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''کسی بھی صاحب ثروت کی طرف سے ادائیگی میں تاخیر ناانصافی ہے''

ایک اور حدیث مقدسہ میں رسول اللہ ﷺ نے محنت کشوں کے استحصال کے خلاف خبردار فرمایا ہے:

'' اللہ جل شانہ کا فرمان ہے روز محشر میں تین قسم کے لوگوں کے سخت خلاف ہوں گا ان میں سے ایک وہ جو کسی کو اجرت پر رکھے اور اس سے پورا کام کروائے اور پھر اسے اس کی اجرت نہ دے''

آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ بعض کاروباری اداروں کے مالکان ایک تحریری معاہدہ کے مطابق ملازمین کو ان کی مقررہ وقت پر اجرت کی ادائیگی سے انکاری ہوتے ہیں اور وہ معاوضہ کی ادائیگی کے ضمن میں عذر پیش کرتے ہیں، یہ بالکل بھی جائز نہیں ہے، محنت کا حق ادا کرنے والوں کو بروقت اور پورا معاوضہ ادا کرنا یہ مالکان کی قانونی و دینی ذمہ داری ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مجرم ہیں۔ یقیناً آج کی اس جدید دنیا میں ملکی قوانین بھی اس کی اجازت نہیں دیتے۔

اسلامی اخلاقیات تجارت کے ضمن میں مذکورہ بالا مختصر نکات یہ ہیں:

۱۔ کاروباری معاملات میں جھوٹ نہ بولا جائے

۲۔ ناپ تول میں کمی نہ کی جائے، جائز منافع تک محدود رہا جائے۔

۳۔ کاروبار نیک نیتی کے ساتھ کیا جائے جس کا مقصد اپنے خاندان کی کفالت کے ساتھ دوسروں کی مدد کرنا بھی مقصود ہو۔

۴۔ صاحب حیثیت لوگ کم حیثیت والے لوگوں کے لیے کاروبار کے مواقع پیدا کریں کیونکہ اسلام کا اخلاقی تجارتی نظام دولت کے ارتکاز کے خلاف ہے۔

۵۔ صاحب حیثیت لوگ اپنی وہ دولت اور وسائل جو ان کی ضروریات سے بڑھ کر ہیں وہ اس کا ایک حصہ فلاحی کاموں کے لیے مختص کریں تاکہ ضرورت مند بھی مستفید ہوسکیں۔

۶۔ ریاستی واجبات کی ادائیگی بھی کاروباری اخلاقیات اور فرائض کا حصہ ہے اور یہ کہ مزدور کو اس کی محنت کا پورا اور بروقت معاوضہ دیا جائے۔

۷۔ اسلام ذخیرہ اندوزی، ناجائز منافع خوری کی سخت ممانعت کرتا ہے، کیونکہ ذخیرہ اندوز اپنے ناجائز منافع کے لیے ریاست میں انتشار کا باعث بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وسنت کے تابع زندگی گزارنے اور ایک اچھا باعمل مسلمان بننے کی توفیق دے۔ ❁❁❁❁❁

انتقالِ پُر ملال

گذشتہ ماہ محترم ڈاکٹر نعیم انور نعمانی (مرکزی صدر منہاجینز) کے والدمحترم قضائے الٰہی سے وفات پاگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران اور کارکنان تحریک نے مرحوم کے انتقال پر گہرے غم و رنج کا اظہار کرتے ہوئے مغفرت و بلندی درجات کی خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مانچسٹر میں دو روزہ عظیم الشان الہدایہ کیمپ

منہاج القرآن انٹرنیشنل برطانیہ کے زیراہتمام مانچسٹر میں دو روزہ عظیم الشان الہدایہ کیمپ 2 اور 3 اگست 2019ء کو منعقد ہوا جس میں نوجوانوں کی نظریاتی وفکری تربیت اور عصری چیلنجز سے نمٹنے کے حوالے سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خصوصی خطابات ارشاد فرمائے۔ دو روزہ کیمپ میں برطانیہ، یورپ اور نارتھ امریکہ سے تعلق رکھنے والے ایک ہزار سے زائد نوجوانوں اور خواتین نے بھی شرکت کی۔ اس تربیتی کیمپ کی تفصیلی رپورٹ ان شاء اللہ ماہ اکتوبر 2019ء کے شمارے میں پیش کی جائے گی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم بابا محمد حنیف کمبوہ غازی سانحہ ماڈل ٹاؤن (مریدکے)، محترم ملک محمد ماجد (گجرات) کا بیٹا، محترم سید خالد (گجرات) کے والدمحترم سید امانت علی شاہ، محترم یٰسین (گجرات) کے والدمحترم حاجی محمد راجپوت راجہ، محترم محمد شاہد طفیل (صدر UC-68 تحریک بورے والا) کی والدہ محترمہ، محترم حاجی شفاقت حسین کے بھائی محترم حاجی عمران (اٹلی)، محترم محمد یوسف حضوری (حافظ آباد) کی نومولود پوتی، محترم میاں محمد یوسف (حافظ آباد)، محترم احسان اللہ خان (حافظ آباد) کے چچا محترم ماسٹر محمد یوسف رضا، محترم میاں محمد عمران نون (حلال پورنوناں) کے والدمحترم، محترم ظفر اقبال انقلابی (کوٹ مومن) کے والدمحترم، محترم محمد خبیب اور محترم علامہ حافظ محمد اویس مصطفائی (بھن) کے ماموں، محترم ڈاکٹر کرامت علی (ناظم TMQ یوسی فلیز پور۔ نارووال) کے ماموں زاد بھائی، محترم محمد عظیم (نارووال) کا بھتیجا احمد محی الدین، محترم میاں اویس غفار (سانگلہ ہل) کے والدمحترم، محترم ملک محمد عاطف (سانگلہ ہل) کے کزن، محترم قاری مظہر علی (خانقاہ ڈوگراں) کے دادا جان، محترم محمد عدنان (پتوکی) کے بھائی، محترم قاری ریاست علی چدھڑ کے ماموں زاد بھائی بہک احمد یار (ونیکے تارڑ)، محترم فیصل یعقوب کموکا (فیصل آباد پی پی 68) کا بیٹا، محترم پیر سید اظہر حسین منہاجین (جاگے چیمہ) کی والدہ محترمہ، محترم عامر رضا (سابقہ صدر PAT پتوکی) کی والدہ محترمہ، محترم محمد اشفاق (چنیوٹ) کی خالہ جان، محترم محمد اشرف (فلیز پور۔نارووال) کے ماموں جان، محترم محمد عظیم (فلیز پور۔نارووال) کا بھتیجا، محترم چوہدری محمد اعظم گجر (منڈی بہاؤالدین) کے والدمحترم، محترم میاں امجد علی شرآنہ (ناظم ممبر شپ) کے جواں سالہ بھانجے (لالیاں)، محترم سارنگ علی گھگھ (نائب ناظم) کے والدمحترم (لالیاں)، محترم نور سلطان (یوسی صدر۔لالیاں) کی کزن، محترم امتیاز حسین ہرل (لالیاں) کے بھانجے، محترم مختار احمد قادری (لالیاں) کا بھتیجا، محترم فیصل وسیم بھٹی (لالیاں) کے چچا جان، محترم شیخ محسن وحید (چیچہ وطنی) کے والدمحترم، محترم رانا محمد رمضان کے کزن، محترم رانا عمیر شکور اور زبیر شکور (چیچہ وطنی) کے والد، محترم سکندر حیات (بھنڈ گراں۔ کوٹلہ) کی اہلیہ، محترم راجہ محمد فیاض قادری (جنرل سیکرٹری PAT کوٹلہ) کی ہمشیرہ اور محترم عابد عزیز لنگڑیال (کوٹلہ) کے بھائی محترم غلام مرتضیٰ قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت وبخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ ڈنمارک

پیرس میں منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی دو روزہ سالانہ یورپین ورکشاپ

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام دو روزہ میگا پرنسپل ورکشاپ کا انعقاد

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
SEP-2019
LAHORE
Regd CPL No.41

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی فضائل و مناقبِ اہل بیتِ اطہار

اور دیگر موضوعات پر اِیمان اَفروز علمی و تحقیقی کتب

علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی، فقہی و قانونی،

انقلابی اور فکری و عصری موضوعات پر

550 سے زائد کتب دستیاب ہیں